مجدد عصر حاضر

شہنشاہِ خراسان

تصنیف

بقیۃ السلف ابو عرفان مفتی محمد عابد حسین سیفی

شعبہ نشر و اشاعت

دار العلوم جامعہ جیلانیہ

نادر آباد، بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

مکتبہ محمدیہ سیفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد عصر حاضر

مجدد عصر قیوم زماں غوث دوراں، مقام صدیقیت وعبدیت
پیر طریقت رہبر شریعت، الحاج قبلہ
حضرت
اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب پیرارچی وخراسانی

تصنیف

یقیۃ السلف ابوعرفان مفتی محمد عابد حسین سیفی

شعبہ نشر واشاعت

دار العلوم جامعہ جیلانیہ

نادرآباد، بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

ناشر

مکتبہ محمدیہ سیفیہ

حسین ٹاؤن، راوی ریان شریف 0321-8401546, 0321-6686205

بفیضانِ نظر

قیومِ زماں غوثِ دوراں مقامِ صدیقت وعبدیت حضرت اخندزادہ
سیف الرحمٰن مبارک صاحب پیرارچی خراسانی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب	———	شہنشاہِ خراسان
مصنف	———	علامہ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی
اہتمامِ اشاعت	———	صوفی غلام مرتضیٰ سیفی
معاونِ اشاعت	———	صوفی فیاض احمد محمدی سیفی
تاریخ اشاعت	———	رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ
ناشر	———	مکتبہ محمدیہ سیفیہ
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	———	135 روپے

ملنے کے پتے

دارالعلوم جامعہ سیفیہ فقیرآباد شریف بند روڈ لاہور

دارالعلوم جامعہ حنفیہ سیفیہ محمدیہ بالمقابل راوی ریان ملز حسین ٹاؤن لاہور

جامعہ جیلانیہ رضویہ نادر آباد بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

پیر طریقت صوفی گلزار احمد سیفی آستانہ عالیہ سیفیہ بابا فرید کالونی چونگی امرسدھو لاہور

پیر طریقت شیخ الحدیث علامہ مفتی احمد الدین توگیروی سیفی امع مسجد تالاب والی باغبانپورہ لاہور

دارالعلوم جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات بادشاہی روڈ دھوال کلاں گجرات

پیر طریقت ملاں عبداللہ عرفان سیفی کارپٹ عظمت شہید مارکیٹ نکلسن روڈ لاہور

فہرست مضامین

مجدد عصر غوث دوران شاہ خراسان پیر طریقت، رہبر شریعت الحاج
قبلہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب پیرارچی و خراسانی

کا مختصر

(پیر طریقت رہبر شریعت شیخ التفسیر مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی مہتمم دار العلوم
جامعہ جیلانیہ نادر آباد 1 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی رفع منار الاسلام والدین بالحجج و البراھین وایدہ بالائمۃ المھتدین والعلماء العاملین والاولیاء الکاملین وَالصلوٰۃ وَالسلام عَلیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ الطاھرین واتباعہ الکاملین اِلیٰ یوم الدین اما بعد۔

مَیں نے اس کتاب کو مکمل پڑھا جو سالکین کے نفع اور ضروری فوائد و مسائل کے لیے لکھی گئی ہے اِن مسائل کو دلائل قاہرہ کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے سالکین جو اس سے فائدہ حاصل کریں گے ان کو بطور منزل فائدہ و ترقی دے گی جس میں ہمارے مرشد کامل المجدد المائۃ خامس عشرہ شیخ العلماء والمشائخ الصفی الذکی المؤید من اللہ الغنی اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات و ارشادات عالیہ کو ترتیب دیا گیا ہے۔ ماشاء اللہ اس کی ترتیب میں فاضل عزیز پروفیسر مشتاق احمد حنفی سیفی وائس پرنسپل گورنمنٹ کمرشل کالج دیپالپور مقیم رینالہ خورد نے بڑی عرق ریزی اور محنت شاقہ سے کام کیا ہے۔ خاص کر کے صحت اردو، فارسی و عربی عبارات کا اردو میں ترجمہ اور ایک ضخیم کتاب کو مختصر کرنا یعنی اس کا خلاصہ بیان کرنا انتہائی مشکل و دشوار ہے۔ اس کو پروفیسر صاحب نے بڑے ہی احسن طریقے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی محنت کو قبول فرمائے۔ (آمین)

چونکہ یہ کتاب میرے مرشد کامل جو علم ظاہر و باطن میں پوری دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ کے افاضات عالیہ پر مشتمل ہے تو میں چاہتا ہوں کہ سرکار کا مختصر تعارف بھی

تقریظ کے اندر شامل کر لی جائے۔

مجدد عصر حاضر شیخ المشائخ سیدنا و مرشدنا حضرت علامہ اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مبارک قدس سرہ ولد صوفی باصفا قاری سرفراز خان قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۹ ہجری کو کوٹ باباکلی (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے شروع فرمائی۔ آپ آٹھ سال کی عمر کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے مزید علوم دین حاصل کرنے کے لیے افغانستان و ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ علوم دین سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرمائی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ انکے خلیفہ اعظم غوث دوراں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کی تربیت میں رہے انہوں نے آپ کی مکمل تربیت فرمائی اور آپ کو اپنا خلیفہ مطلق اور نائب بنایا اور حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں اپنے خلفاء کو یوں ارشاد فرمایا کہ اخند زادہ سیف الرحمٰن کو جو شخص مقبول ہو گا وہ مجھے مقبول ہے۔ اور اُن کی طرف سے جو مردود ہو گا وہ میری طرف سے بھی مردود ہے۔ پھر آپ بہت عرصہ تک افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ آپ لوگوں کو شریعت اور طریقت میں تربیت بھی فرماتے رہے۔ اور کافی تعداد میں علماء کرام آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور جب افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ تو اس کے بعد آپ نے قطع تعلق اور سکوت فرمایا

تلقین و ارشاد اور اصلاح خلائق کی طرف توجہ زیادہ کر دی۔ فتنہ و فساد کی فضا سے دور رہ کر ظاہری و باطنی علوم کا فیض عام کرنے کیلئے آپ نے عظیم الشان دارالعلوم جامعہ سیفیہ کی بنیاد رکھی جس میں جید علمائے کرام تدریس فرما رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں طلباء علم کی

تشنگی بجھا رہے ہیں۔ آپ سے استفادہ کے لیے دور دراز سے علماء کرام حاضر ہوتے ہیں۔ اس وقت ۱۵ ہزار سے زائد علماء آپ کے حلقہ مریدین میں داخل ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر، وکلاء، بزنس مین، سیاسی و سماجی زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں کی تعداد میں اور مختلف مکاتب فکر اور بیرونی ممالک سے خاصی تعداد میں لوگ آپ سے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں۔ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی ترجمانی عقائد اہلسنّت وجماعت کے مطابق فرما رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور حلقہ بیعت میں داخل ہوئے۔ اور آپ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے ممالک میں جا کر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ غیر مسلم جب آپ کی زیارت کرتے ہیں تو آپ کے روحانی کمال کو دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں اور آپ کی زیارت سے واقعی خدا یاد آتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے علاج کے لیے ایک انگریز ڈاکٹر کو لایا گیا تو آپ نے اس ڈاکٹر کو دیکھ کر فرمایا یہ تو خود بیمار ہے میرا کیا علاج کرے گا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے جواب میں کہا اگر میں بیمار ہوں تو یہ بزرگ میرا علاج کریں۔ تو آپ نے ڈاکٹر صاحب کی یہ بات سن کر انکی طرف توجہ فرمائی۔ توجہ فرماتے ہی ڈاکٹر صاحب نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ تو ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس نے کہا کہ یہ کلمہ پڑھو تو اس نے کہا مجھے ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اسی طرح آپ کی توجہ شریف سے ایک اور ڈاکٹر جس کا تعلق آسٹریا سے تھا کو آپ نے توجہ فرمائی تو اس کے سینے میں درد شروع ہو گیا۔ جب کمپیوٹر سے اس کے سینے کی تصویر لی گئی تو اس کے سینے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقش تھا، جس سے تصویر لینے والے ڈاکٹر بہت متاثر ہوئے اور آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا کہ ایسی عظیم شخصیت کی زیارت کی جائے، جو نہ

صرف کلمہ زبان سے پڑھواتے ہیں بلکہ سینوں پر بھی نقش کر دیتے ہیں۔ اس وقت امریکہ، برطانیہ، جرمن، آسٹریا، جاپان کینیڈا، فرانس، بھارت اور عرب ممالک میں کافی تعداد میں آپ کے مریدین ہیں۔

اس دور میں سرکار اخندزادہ مبارک کے علاوہ اس طرح کی شخصیت ہم نے کہیں بھی نہیں دیکھی۔ آپ وہ ہیں جو لاکھوں دلوں کو ذکر الٰہی سے منور فرما رہے ہیں۔ اور آپ کے غلام آپ کے اشاروں پر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ جس کی شہادت سنی کنونشن موچی دروازہ لاہور اور سنی کانفرنس اٹک ہے۔ اور مخالفین کا پروپیگنڈہ جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے۔

حضرت مرشدنا اخندزادہ مبارک دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی زبان سے اولیاء متقدمین پر اپنی ذات کو کبھی بھی فوقیت نہیں دی۔

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

حضرت کے یہ ارشاد گرامی معترضین کی اصلاح کے لیے کافی ہیں کہ فقیر سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہے۔

(ہدایت السالکین)

اور مزید وضاحت میں سرکار تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بحمد للہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا عاجز بندہ ہوں کہ تمام سرزمین پر اپنے آپ سے باعتبار ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر اعتقاد رکھتا ہوں اور فروع وفقہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مقلد ہوں۔ اور اصول وعقائد میں اہل سنت جماعت کے عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی

رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہوں۔ اور تصوف و طریقت میں حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انہیں بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔

اولیائے کرام امت مسلمہ کا وہ طبقہ ہیں جن کے دم سے اسلام کا پیغام چار دانگ عالم میں پہنچا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور انکے بعد یہی مقدس ہستیاں ہیں، جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے مخلوق خدا کی رہنمائی فرمائی اور تشنگان ہدایت کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا۔ انہوں نے اپنی دعوات و تبلیغات کی صورت میں آنے والے لوگوں کے لیے بہت بڑا سرمایہ چھوڑا ہے۔ یہ اولیاء کی پاکیزہ جماعت کبھی تو محراب و منبر سے حق و صداقت کی صدا بلند فرماتی ہے۔ اور کبھی یہی لوگ اپنی خانقاہوں میں بیٹھ کر ذکر و فکر اور تلقین و توجہ سے طالبان حق کے سینوں کو گرماتے ہیں۔

ان کی توجہ اور صحبت میں طالبان حق کو تزکیہ نفس سے وہ روحانی کمالات حاصل ہوتے ہیں، جس کا اندازہ خود طالب حقیقی ہی لگا سکتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں، میٹھے شربت کا ذائقہ اس کا پینے والا ہی بتا سکتا ہے۔ انکی تعلیمات مقدسہ سب کے لیے مینارۂ نور ہیں۔ بعض دفعہ حاسدین ضد و حسد و نفرت کی وجہ سے حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ کبھی انسان زہر کو تریاق سمجھ کر خوشی سے قبول کرلیتا ہے۔ اور کبھی تریاق کو زہر سمجھ کر اپنے حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔

ہدایت السالکین میں حضرت سیدی و مرشدی سرکار اخندزادہ مبارک نے علم کے گوہر نایاب جمع فرما کر امت کے لیے ایک تریاق مجرب تیار فرمایا ہے جس میں

ہر خاص وعام کے لیے ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اور بعض نے بے سر وپا الزامات عاید کرنے کی کوشش کی ہے۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ فقط کتاب سے ایک جملہ دیکھ کر نہ اگلے حصے کو پڑھا اور نہ پچھلے کو۔ لاَ تقربوا الصلوٰۃ کی رٹ لگا دی اور آپ کی پوری کتاب پڑھنے کی زحمت برداشت نہ کی، گویا کہ اپنے ذہن وضمیر میں چھپے ہوئے حسد وعناد کو آشکار کر دیا۔

برصغیر پاک وہند وافغانستان میں گستاخی رسالت وتنقیص شان الوہیت کی تحریکیں چلتی رہیں اور دم توڑتی رہیں اور علماء ومشائخ ہمیشہ اُن کا مقابلہ فرماتے رہے۔ ورنہ آج ہم اُن استعماری طاقتوں کی غلامی میں جکڑے ہوتے۔ ہر تحریک کے پس پردہ مغربی صیہونی ذہن پوشیدہ ہے۔ چاہے وہ امریکہ ہو یا برطانیہ ہو یا روس ہو یا اسرائیل وغیرہ کی شکل میں۔ اور تحریک چاہے فتنہ نجد ہو یا فتنہ انکار حدیث، چاہے فرقہ جبریہ تبلیغی جماعت کی صورت میں ہو یا فتنہ قادیانیت مرزائیت کی شکل میں۔

تقدیس الوہیت وشان رسالت کی پاسداری وتحفظ کا علماء ومشائخ اہلسنت نے نہایت جوانمردی اور جانفشانی سے سدِ باب کیا۔ اور ہمیشہ سیسہ پلائی دیوار کی مانند مقابلہ فرمایا۔ اور ہر اُٹھنے والے فتنے کو تار تار کر دیا۔ اور ان فتنوں کے مذموم عزائم سے عوام الناس کو روشناس کرانے میں تحریری وتقریری کردار ادا کیا۔ خاص طور پر امام ربانی قندیل نورانی شہباز لامکانی غوث صمدانی سیدی شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی نے خود اور آپکے خاندان واحباب نے ہر دور میں اُٹھنے والے فتنوں کا سدِ باب کیا اور ہمیشہ ہر قسم کے فتنوں کا ہر دور میں مقابلہ کرنے کا شرف اسی خاندان کو حاصل ہے۔ ان کے علاوہ علمائے دہلی، علمائے خیر آباد، علمائے بدایون رام پور اور خاندان فرنگی محلی کے علماء سر فہرست ہیں۔ اور افغانستان (کابل) میں خاندان حضرت ملا شور بازار جدِ امجد حضرت صبغت اللہ مجددی سابق صدر افغانستان، حضرت مولانا شاہ

رسول طالقانی، حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی خصوصًا علمائے بلخ میں سے علامہ علی محمد بلخی، مولانا عبدالحیٔ زعفرانی، مولانا محمد نبی صاحب محمدی مرکزی امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان، مولانا محمد یحیٰ صاحب وغیرہ جن میں اکثریت حضرت سیدی و مرشدی اخندزادہ مبارک کے خلفاء کی ہے۔ اگر تفصیل میں جاؤں تو ایک دراز فہرست تیار کرنی پڑے گی۔ جس کے لیے طویل کتاب کی ضرورت ہے۔

بہرکیف افغانستان میں ہر قسم کے اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت کے خلفاء و مریدین کمربستہ ہیں۔ خاص کر کے کمیونزم اور روسی بربریت کے خلاف جہاد کرتے آپ کی تمام عمر صرف ہوگئی۔ آپ کے بھائی اسی جہاد میں شہید ہوئے۔ آپ کے بڑے صاحبزادہ مجاہد ملت علامہ سعید احمد حیدری کا کردار کسی افغان سے پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے اپنی تمام عمر جہادِ افغانستان میں صرف فرمائی اور اسی روزمرہ کی مشقت بے آرامی اور بے خوابی کی وجہ سے کمر کی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ اس تکلیف کے باوجود ابھی بھی افغانستان میں مصروف عمل ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت صاحبزادہ محمد حمید اخند بنفس نفیس کئی محاذوں میں روس کے خلاف برسرپیکار رہے اور بہت بڑی جماعتیں مریدین و خلفاء کی لے کر شامل جہاد ہوتے رہے۔ حضرت سیدی مرشدی کے بڑے بھائی حضرت باچا لالا عبدالباسط صاحب کا بے وطنی اور مسافری اور ہجرت میں وصال ہوا اور اُن کے جسد خاکی کو افغانستان لے جایا گیا۔ اور اسی طرح آپ کے دوسرے بھائی باچا محمد صادق نے بھی حالت غریب الوطنی میں رحلت فرمائی۔

یقینًا آپ نے حق و صداقت کی راہ پر مسلمانوں کو گامزن کرنے میں عزم و ہمت سے کام لیا۔ مسلمانوں کو روس کی غلامی سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے جو علماء و مشائخ کے لیے راہیں متعین فرمائی ہیں، انہی پر چل کر ترقی کی منازل

حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور جن گمراہ عقائد کی آپ نے نشاندہی فرمائی اور اپنے غلاموں کو گمراہوں کے گمراہ کن عقائد سے دُور رہنے کی تدابیر فرمائیں۔

لوگ جب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہدایت کو بھلا کر گمراہی کو اختیار کر لیتے ہیں تو دنیا رشد و ہدایت کی بجائے فسق و فجور کی آماجگاہ بن جاتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے ہر صدی کے شروع میں مجدد پیدا فرماتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

اِنَّ اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا۔ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ:

"بیشک اللہ تعالیٰ اس اُمت کے اندر صدی کے آخر میں ایک مجدد بھیجے گا جو تجدید و احیاء دین کا فریضہ انجام دیگا۔" (سنن ابو داؤد)

حدیث مجدّد کی اسنادی حیثیت :

نویں صدی ہجری کے مجدد جلال الملۃ والدین خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :

ابو عبداللہ الحاکمؒ نیشاپوری نے مستدرک میں اور امام بیہقی نے مدخل میں اس حدیث کی صحت پر جزم کیا ہے اور ایسا ہی بعد والوں میں سے حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی صحت پر جزم کیا ہے۔

محدث عبدالرؤف مناویؒ (متوفی ۱۰۰۳ھ) نے امام جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے کہ مجدّد کے لیے یہ شرط ہے کہ جس صدی کا مجدّد ہوگا وہ صدی اس کی زندگی میں ہی گزر جائیگی یعنی تجدید دین کی پوری صدی گزار کر فوت ہوگا۔

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی (م: ۱۰۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ صدی کے سرے سے یہ مراد ہے کہ مجدّد اپنی پوری صدی گزار کر آئندہ شروع ہونے والی صدی کے بھی چند سال گزار کر فوت ہوگا۔

علامہ محمد بن سالم الحنفیؒ (م: ۱۰۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ صدی کے آخر میں مبعوث ہونے والے میں ایک بات یہ ہوگی کہ وہ مشہور و معروف ہوگا اور مرجع خاص و عام ہوگا۔

"سراجؒ منیر" میں ہے۔

معنی التجدید الاحیاء مما اندرس من العمل بالکتاب والسُنۃ والامر بمقتضاھا۔

ترجمہ : یعنی تجدید دین سے مراد کتاب وسنت کا زندہ کرنا ہے۔ جو مٹتا جارہا ہو اور کتاب وسنت کے مطابق حکم جاری کرے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

ای یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اھلھا۔

ترجمہ: مجدد سنت کو بدعت سے علیحدہ کرتا ہے اور اہل بدعت کو ذلیل کرتا ہے۔

اس عبارت میں تجدید کا مفہوم واضح ہوگیا۔ اس سے مجدد کے منصب اور دائرہ کار کو سمجھنا آسان ہوا۔

علمائے راسخین کی تشریحات کے مطابق مجدد کا کام سنت کو بدعت سے علیحدہ کرنا اور ہدایت وضلالت میں تفریق کرنا ہے۔ یعنی شریعت کے حاملین و عاملین کی مدد کرنا اور اہل بدعت وضلالت کی سرکوبی کر کے اُن کو ذلیل وخوار کرنا اور ان کی پہچان وشناخت کر کے اُن کو اپنے مقام تک پہنچانا ہے یہی مجدد کا منصب ہے اور جب وہ حق پر ڈٹ جائے تو اس کو اس کے مؤقف سے دنیا کی کوئی طاقت ہٹا نہیں سکتی۔ جو دکھی دِل کے قریب آئے تو اُن کے دِل کا سہارا بنے۔ بے دین آئے تو دیندار بنے۔ بھٹکا ہوا آئے تو راہ راست پر آئے۔ زخمی آئے تو مرہم ملے۔ تو یہ کس قدر اہم ذمہ داریاں ہیں جو مجدد کو سونپی جاتی ہیں۔ اور جو اُس صدی میں جدید مسائل پیدا ہوں اُن میں تحقیق کر کے علماء کی رہنمائی کرے۔

آئمہ مجتہدین واکابرین امت کی تشریحات وتصریحات سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ مجدد اپنی پوری صدی گزار کر فوت ہوگا۔

۲۔ علم ظاہر وباطن کا حامل ہوگا۔

۳۔ سنت واہل سنت کا حامی وناصر ہوگا۔

۴۔ اہل بدعت کو ذلیل ورسوا کرنے والا ہوگا۔

۵۔ وہ اپنی حیات مبارکہ میں ہی مشہور اور خاص وعام کی جائے رجوع ہوگا۔

۶۔ قرآن و سنت کے علم کو عام کرنے والا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو راہ حق پر قائم رکھے۔ محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمائے۔ مکار فریبی اور علم شیطان کے حاملین کے دامن فریب سے محفوظ فرمائے

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

تاریخ
۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
بمطابق ۱۷ جولائی ۱۹۹۸ء

خاک راہ صاحب دلاں
محمد عابد حسین سیفی
ناظم اعلیٰ دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدیاں روڈ
لاہور کینٹ۔ فون ۵۷۲۱۶۰۹

مجدد عصر قیوم زماں غوث دوراں مقام صدیقیت و عبدیت
پیرطریقت رہبر شریعت الحاج قبلہ
حضرت اخندزادہ **سیف الرحمٰن** مبارک صاحب

شاہ خراسان کا

شاہ خراسان

گردش زمانہ کے ساتھ افکار و نظریات میں تبدیلی آجاتی ہے اور احوال کے مسائل دھندلا جاتے ہیں. قضا و قدر کا یہ اصول ہے کہ کفر و باطل اور شرک و بدعت کی تاریک گھٹائیں جب افق عالم پر چھانے لگتی ہیں اور بے راہ روی اپنا جال پھیلانے لگتی ہے تو رحمت خدا جوش میں آکر ایسے عناصر کی تخلیق فرماتی ہے جو زمانہ میں پیدا ہونے والی معاشرتی غلاظتوں اور ناپاکیوں کو دُور کرنے کی خدمت سرانجام دے جو وراثت انبیاء کو سنبھالتے ہوئے حق اور ناحق کو جدا کرے. سنّت اور بدعت کے فرق کو خلق خدا کے سامنے عیاں کرے جس میں کفر سے نفرت کا درس حاصل ہو. اور فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو تقویٰ و طہارت کا پیکر بنا دے جس سے دلوں میں ایمان کی محبت اور قدر و منزلت پیدا ہو. جہالت اور غفلت کی مدہوشی میں گھرے ہوئے افراد کو خودشناسی اور خداپرستی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث پر عمل پیرا بنا دے۔

وہ ایسی ہستی کون ہو سکتی ہے وہی جو زیادہ معرفت سے سرشار راہ طریقت کے شاہسوار، درجہ کمال کے سالک اور رموز حقیقت کے شہنشاہ. راز حقیقت الہیٰ سے آشنا. شمع ولایت. بحر عرفان سلطان الاولیاء مجدد بھی مفسر بھی. لاتعداد علوم کے علامہ، حجۃ شیخ الاسلام بھی اور قیوم زماں. سرفراز مقام، صدیقیت اور سیف ملت و دین سیدی حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب المعروف پیرارچی خراسانی مدظلہ جنہوں نے لاکھوں دلوں کو پاک فرمایا. اور فرما رہے ہیں. آپ کے حسن کردار اور

اعلیٰ وارفع صلاحیتوں کی بدولت ہر کس وناکس آپ کا گرویدہ ہے۔ آپ کی ذات وہ صاحبِ کمال ہستی ہے جس نے لاکھوں تاریک دلوں کو روشن کیا ہے۔ اور لاتعداد بھٹکے ہوئے لوگوں کو اُجالا عطا کر کے راہِ راست پر گامزن فرمادیا۔ بڑے بڑے صاحب زہد و تقویٰ اور علم کمال والے بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کے زہد و تقویٰ اور علم وریاضت اور سنت کی پابندی کو دیکھ کر بڑے کمال والے بھی حیران ہوجاتے ہیں اور ان کو اپنا زہد و تقویٰ معمولی نظر آنے لگتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو، کیونکہ سورج کے سامنے چراغوں کی کیا حیثیت۔ اگر شمع سورج کے مقابل روشن بھی کی جائے تو وہ کیا مقام رکھتی ہے۔ یہی عالم زمانہ کے اہل تقویٰ کا سرکار مبارک کے سامنے ہے۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

سرکار مبارک تقویٰ اور پرہیز گاری کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ ظاہر و باطن میں خوف خدا ہمہ وقت دامن گیر رہتا ہے۔ متشابہات سے بچتے ہیں۔ غیبت سے پرہیز کرتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ کرتے ہیں۔ لوگوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے ہیں۔

پیری مریدی اور ذکر و فکر کی وجہ سے مال حاصل کرنا آپ کا مقصد نہیں اور نہ ہی وہ دین کی خدمت کے روپ میں تجارت و مالی منصب والی زندگی کے آرام کے خواہاں ہیں اور نہ ہی سرمایہ کاری اور اقتدار حکومت حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ کیونکہ افغانستان سے ہجرت کے بعد جتنی بھی تنظیمیں افغانستان میں معرض وجود میں آئیں تو ان تنظیموں کے لیڈر امریکہ اور مختلف ممالک سے امداد حاصل کرتے رہے ان میں سے کچھ ایسے لیڈر بھی ہیں جن کی تنظیمیں محض کاغذی حد تک تھیں لیکن وہ اپنی چالاکی سے خوب پیسے کماتے رہے مگر سرکار مبارک نے کثرت افراد کے ہوتے ہوئے

بھی مالی اور دنیاوی مقاصد کے لیے نہ تنظیم بنائی اور نہ کسی تنظیم سے مل کر مال کمایا لیکن جہاد میں بدستور مع خلفاء و مریدین ہمہ وقت بر سر پیکار رہے۔ اگر آپ چاہتے، تو اپنے علم کو کمال و دولت کمانے کا ذریعہ بنا سکتے تھے۔ لیکن وہ دنیا کی دھوکہ بازیوں فساد آرائیوں اور حیلہ سازیوں کی گرفت سے کہیں بالاتر ہیں۔ اس لیے آپ دنیا کے فتنوں سے بفضل الٰہی محفوظ ہیں۔

شائد آپ نے کبھی یہ سوچا بھی گوارا نہ کیا ہو کہ دنیا کی فریب کاریوں سے بچنے کے لیے گوشۂ تنہائی اختیار کیا جائے اور معاشرے کی ناہمواریوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ رہبانیت کو بنایا جائے مگر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اور دنیاوی معاملات میں بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور ایک مسلمان کو دنیاوی امور میں اعتدال پسندی اختیار کر کے اس کی مقررہ حدود کے اندر رہ کر معاشیات کو حل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اگر آپ چاہتے تو افغانستان کے دوسرے رہنماؤں لیڈروں کی طرح دولت کے انبار لگا کر آج اقتدار پر قابض ہو جاتے جبکہ طالبان کی تحریک میں نصف سے زیادہ آپ کے مرید شامل تھے۔ اور افغانستان میں طالبان کی حکومت میں آپ کے غلام اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اس کے باوجود سرکار نے ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا اور پوری لگن اور ذوق و شوق سے ذکر و فکر کی محافل کو جاری رکھا اور تبلیغ کے عظیم فریضہ کو انجام دیتے رہے اور اقتدار و حکومت سے کنارہ کش رہے اور جب بھی آپ کو دعوت دی گئی تو آپ نے خدمت اسلام کی دعوت اور استقامت کی دعا پر ہی اکتفا کیا اور ہمہ وقت لوگوں کو اپنے علمی فیوض و برکات سے نوازا اور وسیع لنگر کا انتظام جاری رکھا اور ہزاروں افراد کو دنیاوی خدمت یعنی مالی خدمت سے اور روحانی دولت سے نوازا۔

انسان کے روحانی کمال کی آئینہ دار اس کی سیرت و کردار ہوتا ہے۔ انسان کی عظمت کا راز اس کی سیرت کمال میں مضمر ہے۔ فخر دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ غرض یہ کہ ہر بڑے انسان کو اس کی سیرت ہی بڑا بنا دیتی ہے تو سرکار مبارک بھی چونکہ اولیاء اللہ میں ایک ممتاز ہستی اور مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اس لیے آپ کی سیرت مقدسہ شریعت مطہرہ کی منہ بولتی تصویر اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی شکل نظر آتی ہے۔ آپ کی سیرت مقدسہ درالبیان تاریخ اولیاء تصویر مجدد الف ثانی اور سیرت مجدد خراسان میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اسلام کا بنیادی اور مرکزی نقطہ عقیدہ توحید ہے جو بندہ عقیدہ توحید میں قوی ہے اور مخلص ہے وہ درجہ کمال کو بھی پہنچ سکتا ہے اور اس ذات سے انتہائی عاجزی کا نام تقویٰ ہے۔

سرکار مبارک جب ایام ابتدائی سلوک میں تھے تو مرشد کریم حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دن ملاقات ہوئی تو مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مبارک کی حرکت لطائف کا جب مشاہدہ کیا تو مبارک صاحب اس کو چھپانے کی پوری کوشش فرما رہے ہیں۔ مولانا صاحب نے یہ اندازہ لگا لیا کہ یہ پردہ محض عجز و انکساری اور تقویٰ کی وجہ سے ہے کیونکہ نمود و نمائش اخفد زادہ مبارک کی طبع میں نہیں تو مولانا صاحب نے حرکت لطائف کو چھپانے سے منع فرمایا کیونکہ مبارک نے جبہ وغیرہ کے ذریعے اس عظیم نعمت پر پردہ ڈالا ہوا تھا کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔

واما بنعمة ربك فحدث

تقویٰ

تقویٰ کا معنی و مفہوم

پرہیزگاری، بچنا۔ تقویٰ سے اسم ہے۔ لغت میں تقویٰ کے معنی ہیں "حفظ شئی

ممایوذیہ وغیرہ :

ایک چیز کی حفاظت کرنا اس سے جو ایذا دے اور نقصان دے جس سے عمل خراب ہوں اور انسان برائی کی طرف جائے اور تقویٰ کی تعریف یہ بھی ہے۔

التقویٰ ان لا یراك الله حیث نهاك ولا یفقدك حیث امرك۔

ترجمہ: تیرا رب تجھ کو اس جگہ نہ دیکھے جس جگہ سے اس نے تجھ کو روکا ہے اور اس جگہ سے غیر حاضر نہ دیکھے جس جگہ اس نے تجھ کو حاضری کا حکم دیا ہے

تقویٰ کی شرعی حیثیت اور مبارک صاحب مدظلہٗ

تقویٰ رہبانیت کا نام نہیں ہے کیونکہ رہبانیت کا اسلام میں جواز نہیں اور تقویٰ عین اسلام ہے اور اسلام بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"فطرت الله الذی فطر الناس علیها" (الروم)

ترجمہ: کہ اس دین کی پیروی کرو جو اللہ نے لوگوں کی فطرت پر بنایا ہے۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے ہم اسلام پر کسی ایسی بات کا گمان نہیں کر سکتے جو خلاف فطرت ہو۔ فطرت اور شریعت میں فرق یہ ہے کہ فطرت ایک مبہم اشارہ ہے اور شریعت اس اشارے کو واضح کرتی ہے۔ مثلاً فطرت میں شراب نوشی اور زناکاری اور سود سے کراہت آتی ہے اور شریعت نے ان پر حرام کا حکم لگا کر ان کو واضح کر دیا ہے۔ اسی طرح ان سے کراہت آنا فطرت ہے۔

پس شرعی تقویٰ کی حقیقت وحیثیت یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی کو خدا کے مقرر کیے ہوئے قواعد وضوابط کے تحت رکھے اور دل کی گہرائیوں میں اس بات

سے ڈرتا رہے کہ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ کسی حد کو توڑا تو اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے اور پکڑ کرنے والا ہے۔ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان بطش ربک لشدید

ترجمہ: بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مبارک صاحب نے رہبانیت کو اختیار نہیں فرمایا آپ صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد تا اشراق صحبت و توجہ کے معمولات کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اپنے معمولات بھی ساتھ ساتھ جاری رکھنا نماز اشراق ادا کرنا۔ اس کے بعد ناشتہ مریدین کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ مل کر کرنا پھر ناشتہ کے بعد تبلیغی امور کو ساتھ جاری رکھنا اور اپنے ہر قول و فعل میں پوری طرح اتباع سنت کو لازم پکڑنا آپ کے اوصاف میں سے ہے۔

اس وقت آپ کے ۱۰ ہزار سے زائد خلفاء کی تعداد ہے جس میں لاتعداد حفاظ و قراء و علماء کرام شامل ہیں۔ ہدایت السالکین کی اشاعت اول محرم الحرام ۱۴۱۴ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے آٹھ ہزار خلفاء تھے۔ جیسا کہ ہدایت السالکین میں ہے "اس طرح آٹھ ہزار خلفاء کرام اور ہزاروں کی تعداد میں متعدد طلباء علماء کرام حفاظ و قراء حضرات اور لاکھوں کی تعداد میں دانشور عوام مسلمانان اہل سنت اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور عقائد سنیہ کے عاملین ہیں۔ (ہدایت السالکین صفحہ ۲۸۶") ظاہر ہے ان سب کی تربیت کا سہرہ سرکار مبارک کے سر ہے اور مریدین کے علاوہ گھریلو معاملات کی مصروفیت کے ہونے کے باوجود اپنے معمولات بھی باقاعدگی سے جاری رکھتے ہیں۔

توکل و تقویٰ یہی خانقاہی نظام کا روح رواں ہوتا ہے۔ اگر یہ نظام تقویٰ و توکل

کے بغیر ہے تو پھر دھوکہ اور فریب ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی پابندی کے بغیر نہ تو تزکیہ نفس ممکن ہے اور نہ ہی تقویٰ توکل کہا جاسکتا ہے۔ چونکہ تقویٰ عمل بالاخلاص کا نام ہے اور اخلاص کی دو صورتیں ہیں۔

اوّل محبت۔ وہ عمل ہے جو محبت کے ساتھ ہے۔ محبت ہو گی تو عمل میں اخلاص بھی ہو گا۔

دوئم۔ خوف و ڈر۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔

اوّل وہ ڈر جو محبت کی وجہ سے ہے کہ محبوب کہیں ناراض نہ ہو جائے۔

دوم۔ وہ ڈر جو تشدد ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہے اور جو خوف ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہے اسے تقویٰ نہیں کہا جا سکتا۔

اس میں پہلی قسم ہے اس کا تعلق تقویٰ و اخلاص کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور احکام پر عمل اس کی محبت کی وجہ سے ہے ورنہ کوئی عمل فائدہ مند نہ ہو گا۔

ہم نے سرکار مبارک مدظلہ کے تقویٰ کا مشاہدہ کیا ہے۔ جس میں کیا مجال ہے کسی موقع پر بھی پاؤں لرز جائیں یا کبھی کوئی قول و فعل میں تضاد ہو قی زمانہ پیروں کو مرید اکٹھا کرنے کا شوق ہے۔ اور مریدوں کی دنیا سمیٹنے کی فکر ہے۔ یہ ممکن نہیں کوئی آسانی سے فقط صرف دنیاوی مقاصد کے لیے دعا بھی کروا سکے ایک شخص فقیر کی موجودگی میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی سرکار کاروبار میں کامیابی نہیں ہوئی۔ فوراً ارشاد فرمایا جو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑ دیں کہ مطلب یہ ہے کہ اپنے آقا سے اخلاص و اتباع ختم کرے تو اللہ تعالے بھی اس سے نظر رحمت اٹھا لیتا ہے۔

حاضرین محفل کو مخاطب ہو کر فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی

جب گھر گھر سینما ٹیلی ویژن، بن جائے جس گھر میں کنجر خانہ ہو اور غیر محرم کی تصویریں دیکھی جائیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا جب رحمت کا فرشتہ ہی نہیں تو قبولیت دعا کہاں سے آئے قبولیت دُعا کے لیے رزق حلال بھی ضروری ہے، کیونکہ طریقت کی بنیاد سنّت کی پابندی اور آداب طریقت ہیں۔

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

من شغلهٗ ذکری عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین۔

جس کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے روک رکھا تو میں اس کو تمام سائلین سے بڑھ کر دیتا ہوں۔

کسی شخص کو بھی مکمل سنّت کی پابندی کے وعدہ کے بغیر کبھی مرید نہیں فرمایا اگر وہ شخص دوبارہ حاضر ہو، اور اس میں سابقہ وعدہ کی پاسداری نظر نہ آئے تو ایک دفعہ اس کو اس کی سابقہ غلطی کا احساس دلاتے ہیں۔

جب دوبارہ اس میں عمل کی رمق نظر نہ آئے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ وہ شخص تیسری بار آستانہ عالیہ میں حاضر ہونے کی جرات بھی کر جائے۔

کیونکہ استقامت تقویٰ کا حصہ ہے۔

بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ استقامت کرامت سے افضل ہے۔

نیز ارشاد ہے کہ استقامت ہزار کرامت سے بہتر اور افضل ہے۔ کیونکہ استقامت ہی تقویٰ کا معیار ہے۔ سرکار مبارک کی ذات گرامی میں یہ وصف یعنی استقامت بدرجہ اتم دیکھا ہے ارکان شریعت مطہرہ اور اصول۔ آداب طریقت کی پابندی آپ کی رگ رگ میں رچی بسی ہوئی ہے۔

فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ مستحبات۔ آداب۔ طریقت پر بڑی سختی سے کار بند ہیں اور نماز پنجگانہ میں سے کبھی آپ کی کوئی نماز ایسی نہیں جو آپ نے باجماعت ادا نہ فرمائی ہو، نہ آپ کبھی بے وضو رہے اگر وضو ٹوٹنے کے قریب گیا۔ فوراً فرمایا کہ میرا وضو تنگ ہے اور دوبارہ اسی وقت وضو فرمایا۔ کبھی بھی آپ کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی معمولات شریف سفر و حضر صحت و بیماری میں بالعموم یکساں ہی ہوتے ہیں۔ چاہیے کاشانہ اقدس پر تشریف فرما ہوں یا خانقاہ عالیہ میں یا مسجد میں۔

※※※

خدمتِ خلق

سرکار مبارک کی خدمت خلق کا عجیب عالم ہے۔ کیونکہ خدمت کا تعلق بھی تقویٰ کے ساتھ ہے ہر شخص سے شفقت اور خندہ پیشانی سے پیش آنا اور ہر ملنے والے سے خیریت دریافت کرنا اور نئے آدمی سے نام جائے سکونت دریافت فرمانا جس سے ناواقف اجنبی آپ کے اخلاق وتقویٰ سے فوراً آپ کی طرف مانوس ہو جاتا ہے واقف ناواقف ہر ایک کی بات بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور اگر کوئی سائل سوال کرے تو اس کا جواب بڑے مشفقانہ انداز میں فرماتے ہیں۔

غرضیکہ جو بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کے فیوض وبرکات وتقویٰ سے پوری طرح استفادہ حاصل کیا۔ آپ کی محفل پاک میں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خاص وعام واقف وناواقف کی قید نہیں۔ سب کے ساتھ خوش اخلاقی مہربانی نوازشات میں یکساں سلوک فرماتے ہیں۔ اور مہمانوں کی خدمت میں خود بھی مصروف عمل ہیں اور ساتھ آپ کے صاحبزادگان شیخ الحدیث محمد حمید جیسی شخصیات کبھی تو مہمانوں کے ہاتھ دھلوا رہے ہیں۔ کبھی کسی کے آگے کھانا رکھ رہے ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان کو خدام میں تلاش کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ مہمانوں کی خاطر مدارت میں خدام کے ساتھ ہمہ وقت شامل ہوتے ہیں۔ اور خدمت وایثار کے کاموں میں بڑے انہماک اور خلوص سے حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ خدمت خلق ہی اہل طریقت کا نمایاں

وصف جمیل ہے بلکہ اہل طریقت نے تو مخلوق خدا کی خدمت سے کمال حاصل کیا ہے
توجہ و تربیت اہل اللہ کی خدمت کا عظیم حصہ ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ایک بار راقم الحروف سرکار مبارک کی حاضری کے لیے بارہ منڈیکس حاضر ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ سرکار مبارک شدت گرمی کی وجہ سے بحرین تشریف لے گئے ہیں میرے ساتھ چار اور ساتھی بھی تھے۔ سرکار نے کرایہ پر دریا کے کنارہ مکان لے رکھا تھا، ہم ظہر کی نماز کے بعد حاضر ہوئے۔ سرکار نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ قدم بوسی کے بعد آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے ہم نے عرض کی نہیں تو آپ نے ہمیں نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا اور خود گھر میں تشریف لے گئے اور ابھی ہماری نماز ختم ہی ہوئی تھی ہم نے دیکھا کہ سرکار مبارک ہمارے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا خود اٹھائے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ کیونکہ نہ تو اس وقت صاحبزادہ موجود تھا نہ ہی کوئی خادم تو جب ہم سرکار مبارک کے آنے کا یہ منظر دیکھا تو لرزہ براندام ہو گئے۔ فوراً ایک کر آپ کے ہاتھوں سے کھانا لیا تو اندازہ ہوا کہ یہ افعال آپ کے کمال تقویٰ کے ہیں۔ الغرض جہاں سرکار مبارک کا قدم لگا اور لگ رہا ہے وہاں ظاہری باطنی فیوض و برکات کی برسات ہوتی گئی۔ دلوں کی دنیا، تقویٰ، پرہیزگاری، علم و عرفان، دین داری کے کمالات کی دولت سے مالا مال ہو گئی جس سے انقلاب برپا ہو گیا۔

عاجز کو یاد ہے جب جناب میاں محمد سیفی اور راقم الحروف نے مل کر عریانی اور فحاشی کے خلاف جلوس نکالا تو جلوس مال روڈ پر پہنچا۔ ڈیوٹی پر اے سی کینٹ سے ملاقات ہوئی اس کے الفاظ آج بھی ذہن میں گونج رہے ہیں کہ مجھے اس جلوس کے شرکاء کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے فرشتے اتر آئے ہیں۔ ان کی صورتوں اور تقویٰ

کو دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ ان کا غلام بن جاؤں اور الحمد للہ سرکار مبارک کے غلاموں کا تقویٰ اور کمال آپ ہی کی برکات اور نوازشات کی وجہ سے ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کے نقش پا چراغ

وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

مریدوں کے کمال میں پیر ہی کا کمال ہوتا ہے کسی پیر کے کامل و ناکامل ہونے کو دیکھنا ہو تو اس کے مریدوں کو دیکھ لو۔

آپریشن

پتہ میں درد کی شدت جب بڑھ گئی تو ایکسرے دیکھنے کے بعد ڈاکٹروں نے بغیر آپریشن کے علاج ناممکن کہا اس کی وجہ یہ تھی کہ پتہ میں بہت زیادہ پتھر بن چکے تھے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ اگر آپریشن میں تاخیر ہوگئی تو پتہ پھٹنے کا خدشہ ہے۔ جو انتہائی خطرناک ہے۔

آپریشن کا سن کر سرکار اس وجہ سے پریشان ہوئے کہ آج تک نہ تو میری نماز قضا ہوئی نہ جماعت اور ان معمولات میں فرق آئے گا۔ نمازیں قضا ہوں گی اور وضو سے بھی محروم ہونا پڑے گا یہ مجھے کسی صورت میں بھی گوارا نہیں اس کے علاوہ ہسپتالوں میں جوان نرسیں ٹیکہ علاج وغیرہ کے لیے رکھی جاتی ہیں جو غیر محرم مردوں کو ہاتھ لگاتی ہیں جو جائز نہیں۔ اس قدر تکلیف کے باوجود سرکار مبارک پوری طرح آپریشن کیلئے ڈاکٹروں کے فیصلے کو قبول نہیں فرما رہے تھے۔ اگر یہاں پر سرکار مبارک کی تکلیف کی کیفیت کو تحریر میں لاؤں تو اس کیفیت الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ سرکار کے بڑے صاحبزادے جسٹس سعید احمد حیدری صاحب نے عرض کیا کہ علاج بغیر آپریشن کے ناممکن ہے۔ جواباً سرکار نے فرمایا، تو پھر نمازوں کا کیا بنے گا۔ اس پر

موقع پر معالج ڈاکٹر محمد امین بھی موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے علاج کے لیے ہم نرسیں نہیں بھیجیں گے۔ اور آپریشن ایسے وقت میں کریں گے جس میں نماز قضا نہ ہو۔ خدانخواستہ آپ کا آپریشن نہ کیا گیا تو بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔

آپریشن نماز ظہر کے فوراً بعد شروع ہوا تاکہ نماز عصر تک ہو جائے۔ آپریشن کے بعد جب سرکار مبارک نے آنکھیں کھولیں تو پہلی بات یہ تھی کہ میری نماز تو قضا نہیں ہوگئی۔ یہ آپ کے کمال تقویٰ کی دلیل ہے۔ سرکار مبارک نے تیمم پر ہی اکتفا نہ کیا وضو کیا کمرے کے اندر ربیڈ سید ھا کر کے مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کو امامت کا حکم فرمایا ناچیز اور آپ مقتدی بنے۔ اور نماز باجماعت ادا ہوئی۔ آپریشن کا زخم چار انچ سے قدرے زیادہ تھا۔ ڈاکٹر صاحبان یہ کہہ رہے تھے کہیں نماز کی وجہ سے ٹانکیں نہ کھل جائیں تو حضرت فرما رہے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں۔ جب دوسری نماز عصر کا وقت آیا تو اس کی امامت کے فرائض سید جعفر الحسینی نے فرمائے۔ تو آپ نے نماز عصر اشارے کے بغیر کھڑے ہو کر تمام ارکان کو کامل طور پر بجالاتے ہوئے ادا فرمائی۔

جب نماز مغرب کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب ہم نماز باجماعت مسجد میں جا کر ادا کریں گے کیونکہ مسجد کا اہتمام ہسپتال کی اسی پوزیشن میں تھا۔ جب سرکار نے مسجد میں جانے کا ارادہ فرمایا تو ڈاکٹروں سمیت سب پریشان تھے۔ کہ آپریشن تازہ ہے مبارک نماز ادا کرنے مسجد میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ پریشان ہونے والوں میں صاحبزادہ حیدری صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ مبارک نے ان کے چہرہ کی پریشانی کو دیکھ کر فرمایا۔ تم میں سے کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضری سے نقصانات نہیں ہوتے بلکہ فوائد ہی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تمام باتیں آپ کے اعلیٰ تقویٰ اور کمالات کی نشانیاں ہیں۔ انہی چیزوں کو ہی میرے نزدیک

کرامت کہتے ہیں۔ دراصل یہ کرامت سے بھی اونچا درجہ ہے جس کا نام استقامت ہے۔ کرامتیں بعض دفعہ ایسے لوگوں سے بھی ظہور پذیر ہوئی ہیں جو کمالات کے اعلیٰ درجہ پر فائز نہیں ہوتے استقامت ہمیشہ اعلیٰ کمال سے سرفراز لوگوں سے ہی ظہور پذیر ہوتی ہے۔

کھانے پینے میں زہد واتقا

پہلے بیان ہو چکا ہے زہد سے مراد دنیا سے بے رغبت ہو جانا اور اتقا ہے۔ سرکار مبارک مدظلہ کو زہد و اتقا میں ارفع و اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

آپ کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی شریعت مطہرہ کی انتہائی پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا خدائے واحد و قہار کی بندگی کا اس قدر شوق اور غلبہ کے ساتھ کرنا اس کیفیت کو ہم سرکار مبارک کی جوانی سے لے کر اب تک یکساں دیکھتے آرہے ہیں۔ مجال ہے معمولی بھی فرق آئے۔ یعنی پہلی کیفیت کا غلبہ ابھی تک ویسا ہی ہے۔ چند دفعہ راقم الحروف کے سامنے مختلف سیرپ ڈاکٹر کے مشورے سے لائے گئے۔ تو معلومات حاصل فرمائی تو اس میں کہیں الکوحل تو نہیں جس قدر بھی تکلیف ہو جب دوائی میں الکوحل ثابت ہو یا کوئی کہہ دے کبھی بھی اس دوائی کو دوبارہ استعمال نہیں فرمایا۔

جب سرکار اس خادم کی دعوت پر لاہور تشریف لائے۔ چونکہ سرکار مبارک نے غلام کے نکاح پڑھانے کی خاطر آبائی گاؤں موضع کوٹ سرور تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں تشریف لے جانا تھا۔ میری شادی کے انتظامات قبلہ والد صاحب صوفی سلطان محمود صاحب نے ہمارے جانے سے پہلے کیے ہوئے تھے تو اس کھانے پینے کے انتظام میں پیپسی کی بوتلیں تھیں تو لاہور میں ساتھیوں نے کہہ دیا اس میں

نر الکوحل ہے کیونکہ گاؤں میں متبادل بوتلوں کے ملنے کا انتظام نہیں تھا تو حضرت نے سادہ پانی نوش فرمایا۔ سادہ پانی پینے کی وجہ یہ تھی جب بوتلوں سے انکار کیا تو انہی جگہوں میں پیپسی کی بوتلیں ڈالی گئی تھیں اور دوبارہ انہی میں شربت تیار کر کے دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا پیپسی والے کو نکال کر برتنوں کو صاف کیا گیا ہے۔ قبلہ والد محترم نے عرض کیا کہ حضور نہیں تو آپ نے فرمایا صفائی کے بغیر برتنوں میں دوبارہ شربت تیار کرنے سے الکوحل والی پیپسی کی تاثیر شامل ہے اس لیے مجھے سادہ پانی ہی کافی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ص۔

(المائدۃ۔ ۵ : ۲) ۲۶

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ پر اور نہ مدد کرو گناہ اور زیادتی پر۔

یعنی اہل مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو روز حدیبیہ عمرہ سے روکا۔ ان کے اس معاندانہ فعل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام نہ لیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا جس کا حکم دیا گیا اس کا بجالانا اور جس سے منع فرمایا گیا اس کو ترک کرنا تقویٰ، اور جس کا حکم دیا گیا اس کو نہ کرنا۔ گناہ اور جس سے منع کیا گیا اس کا کرنا زیادتی کہلاتا ہے۔ کیونکہ کفار نے مسلمانوں کو کعبہ کی زیارت یعنی عمرہ کرنے سے روک دیا تھا تو مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جن علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ وہاں سے ان کو روکیں۔

حدیث پاک ہے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ان الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات یعلمہن کثیر من

الناس فمن اتقی الشبهات استبرا لدنیا وعرضہ ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یرتع فیہ الا وان لکل ملک حمی الا وان حمی اللہ محارمہ۔

(صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال وترک الشبہات)

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حلال واضح اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے جو ان مشتبہ چیزوں سے بچا وہ اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچائے گا اور جو مشتبہات میں پڑا وہ حرام میں مبتلا ہوا۔ جس طرح وہ چرواہا جو چراگاہ کے پاس اپنا گلہ چراتا تھا۔ اغلب ہے کہ اس کا گلہ چراگاہ میں پڑ جائے۔ آگاہ! ہر بادشاہ کے پاس محفوظ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ کا محفوظ علاقہ اس کے محارم ہیں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں حلال ہیں وہ واضح طور پر ظاہر ہیں جو چیزیں حرام ہیں وہ بھی کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اور حلال چیزوں کو حلال سمجھنے کے بغیر وہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا بعض چیزیں ایسی ہیں نہ ان کو واضح حلال کہا گیا ہے۔ اور نہ حرام کہا گیا ہے ان صورتوں میں احتیاط کے پہلو کو اختیار کریں۔ مشتبہ میں نہ پڑے تو وہ بہتر ہے۔ الحمد للہ سرکار مبارک مدظلہ کو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں انتہا درجے کی احتیاط کرتے دیکھا ہے۔

یہ حالات تو اب ہیں ورنہ اس سے پہلے جب صحت مبارک اچھی تھی اور کھانا پرہیزی نہ تھا تو سب کے لیے ایک جگہ کھانا آتا اور آپ سب کے ساتھ مل کر تناول فرماتے۔ اب تو نہ نمک مرچ نہ گھی فقط ابلا ہوا کھانا ہے۔ اس کو کھانا آپ ہی کی ہمت ہے اور چند سالوں سے متواتر صحت مبارک کی خرابی کی وجہ سے ایسا ہے۔ بعض دفعہ آپ کے

لیے علیحدہ کھانا گھر سے تیار ہو کر آتا۔ آپ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بچا ہوا کھانا احباب میں تقسیم کرتے تو دوستوں کو خود ہی پتا چل جاتا یہ تو ایسا کھانا ہے کہ اس کو کھانا ہی بہت مشکل ہے مگر کھانا کیونکہ گھر سے تیار ہو کر آتا ہے لیکن نسبت کی وجہ سے فیض کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ دنیا کی لذت کے اعتبار سے تو اسے بے مزہ کہا جا سکتا ہے مگر سرکار مبارک کے فیض برکت کی وجہ سے اس کھانے کے متبرک ہونے کا صحیح اندازہ تو ایک مخلص سالک ہی لگا سکتا ہے۔

کھانا شروع کرنے سے پہلے نمک ضرور استعمال فرماتے ہیں اسی طرح آخر پر بھی، اسی طرح ہاتھ کھانے کے شروع میں بھی دھلائے جاتے اور آخر پر بھی۔

حدیث پاک میں ہے کہ:-

قال قرأت فی التوراۃ ان برکتہ الطعام الوضو بعدہ فذکرت ذلک لبنی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرتہ بما قدات فی التورۃ فقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکتہ الطعام الوضو قبلہ والوضو بعدہ۔

تواضع

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تواضع رفعہ اللہ

جس شخص میں جتنی تواضع ہو گی اس میں اسی قدر حقیقی بلندی و بزرگی ہو گی۔

تقویٰ کے معنی اللہ تعالیٰ کے منع کردہ یا ناپسندیدہ چیزوں سے خوف، محبت، حیاء کی بنا پر رکنا، بچنا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت پر یقین رکھتے ہوئے احساس یقینی کے ساتھ اس کی عبادت کرنا۔ اور جب بندہ میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں تو وہ ولی اللہ کہلاتا ہے۔

چونکہ تقویٰ کے بغیر تواضع ناممکن ہے۔ تواضع کا سب سے زیادہ حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس کی بارگاہ میں جس قدر تواضع ہو گی اس قدر کمالات بڑھیں گے جس طرح پھلدار درخت کی خدمت ہو تو پھل زیادہ ہوتا ہے اور جب پھل لگ جائے تو اس میں جھکاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس قدر پھل زیادہ ہو گا جھکاؤ اور تواضع اسقدر زیادہ ہو گی۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

یہی حال اہل اللہ کا ہے جس قدر اللہ کی بارگاہ میں تواضع ہو گی اسی قدر انعامات

کمالات، انوارات و مشاہدات کی برسات ہوگی، کیونکہ اس کی ذات اقدس سے تو انسان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ تو ہماری خلوت و جلوت کے تمام چھوٹے بڑے حالات کو جانتا ہے۔ جب کسی بڑے کی بارگاہ میں یا اس کے سامنے جو رازوں کو جانتا ہو، نظر نہیں اٹھا سکتا اس ڈر سے کہ کہیں یہ راز فاش نہ کردیں۔ الغرض ہر کام میں اسی کے سامنے تواضع کرنی چاہیے، خاص طور پر عبادت میں، اگر کوئی شخص صبح و شام ذکر کرتا ہے اور اسے ہر کمال و ملکہ حاصل ہے۔ مگر اسے تقویٰ اور تواضع حاصل نہ ہو تو جاننا چاہیے کہ اس کو بھی تعلق یا نسبت کامل حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ اولیاء کی مبارک جماعت میں داخل ہوا ہے۔ اس لیے کہ کسی کو جس طرح کی صفت احسان حاصل ہوگی۔ وہ اس درجہ کا متقی اور تواضع والا بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ان اولیاءہ الا المتقون

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی نہیں ہوسکتا سوائے پرہیزگاروں اور متقین کے۔

احسان

حضرت مولانا قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ "مالا بد منہ" "کتاب الاحسان" میں تحریر فرماتے ہیں:

جان تو نیک بخت کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ یہ سارے مسائل جو مذکور ہوئے ہیں ایمان، اسلام اور شریعت کی صورتیں ہیں یعنی شریعت کے ظاہری احکام ہیں اور شریعت کی

حقیقت اور مغز درویشوں کی خدمت میں تلاش کرنا چاہیے اور یوں نہ کہنا چاہیے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے کہ یہ جاہلوں کی بات ہے اور ایسا کہنا کفر ہے یہی شریعت ہے کہ درویشوں کی خدمت میں اور رنگ پیدا کرتی ہے یعنی دل جب جسمانی تعلق اور علوم ظاہری کے تعلق اور اللہ کے سوا جتنے علاقے ہیں سب سے پاک ہو جاتا ہے اور خدا کی بندگی میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے تو یہی شریعت اس کے حق میں مغز دار ہو جاتی ہے اور اس کی نماز خدا کے نزدیک اور علاقہ (تعلق) بہم پہنچاتی ہے یعنی دو رکعت اس کی اور دل کی لاکھ رکعت سے بہتر ہوتی ہے اور یہی حال اس کے روزے اور صدقے وغیرہ کا بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم سب احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو خدا کی راہ میں ایک سیر یا آدھ سیر جو دیں تو وہ اس سونا کے برابر نہ ہوگا۔ یہ مراتب قوت ایمان اور اخلاص کے سبب تھے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی نور کو درویشوں کے سینے سے ڈھونڈنا چاہیے اور اسی نور سے اپنے سینے کو روشن کرنا چاہیے تاکہ ہر نیک و بد صحیح فراست سے دریافت ہو جائے۔ قرآن شریف میں ولی، متقی کو فرمایا گیا اور حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی علامت یہ ہے کہ ان کی محبت میں خدا یاد آجائے یعنی ان کی محبت میں دنیا کی محبت کم ہو جائے اور خدا کی محبت زیادہ ہو لیکن جو آدمی متقی نہیں ہوتا وہ ولی نہیں ہوتا۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

اے بسا ابلیس آدم روے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

بہت سے ایسے آدمی بھی ہیں جن کی صورت انسانوں کی سی ہے لیکن درحقیقت وہ شیطان ہیں لہذا ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دینا چاہیے۔

حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

با ہو کہ نشینی و نہ شد جمع دلت
وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت
زنہار ز محبتش گریزان می باش
ورنہ نہ کند روح عزیزان بحلت

ہر وہ شخص کہ جس کے ساتھ تو بیٹھے اور تجھے اطمینان میسر نہ ہو اور تجھ سے دنیا کی محبت دور نہ ہوئی۔ لازماً اس کی محبت سے گریز کر۔ اگر ان کی محبت سے گریز نہ کریگا تو پاک لوگوں کی روح سے تجھے فیض حاصل نہ ہوگا۔

سرکار مبارک کی اپنی تحریر سے استفادہ کریں۔ اگرچہ وہ تحریر بظاہر ایک ناعاقبت اندیش کے جواب میں فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں :-

اپنے پیر بزرگوار (مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ) کی زندگی میں کثیر تعداد علماء کرام و عوام اہلسنت فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل تھے مثلاً علامہ عبدالحی زعفرانی (مفتی اعظم افغانستان)، مناظر اسلام علامہ صاحب گل المعروف غزنی مولوی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ استاد کل جامع المعقول والمنقول علامہ محمد شاہ المعروف روحانی صاحب (ترکستانی) وغیرہ منقدر علماء کرام افغانستان کی ہجرت سے پہلے فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل تھے اور یہ کوئی مخفی بات نہیں ہے۔

ابتدائے خلافت سے لے کر آج تک تقریباً ۲۸ سال گزر گئے ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، سادات کرام فضلاء، طلبہ، قراء کرام، بہت سے مفتی اور عوام مسلمانان اہل سنت فقیر کی زیر بیعت میں داخل ہیں اور سب کے سب قائل ہیں کہ انہیں نور اور

فیض اس فقیر کی محبت سے حاصل ہوا ہے اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ فقیر کی توجہ اور محبت سے ان کے امراض باطنیہ زائل ہو گئے اور نفوس مطمئن ہو گئے۔ اتباع شریعت کی توفیق حاصل ہو گئی۔ علوم و معارف کشوف حقہ اور حلاوت ایمان نصیب ہو گئی۔ (ہدایت السالکین صفحہ ۵۰ اشاعت محرم الحرام ۱۴۱۶ھ)

یہ شواہد سرکار مبارک کی ولایت اور کمالات و معارف پر واضح دلائل ہیں۔

احسان کا ذکر حدیث میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال بینما نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اطلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولا یعرف من نخد یہ وقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی علی الاسلام فقال رسول اللہ علیہ وسلم الاسلام ان تشہد لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت نعجبنا لہ یسالہ وصدقہ قال ان تؤمن باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ... (النووی فی الاربعین)

ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے تیز سفید پروں اور تیز سیاہ بالوں والا ایک آدمی نمودار ہوا، اس پر سفر کے آثار بھی

نہیں تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اس کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے اپنے زانوؤں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوؤں مبارک کے ساتھ ملایا اور اپنی ہتھیلیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوؤں پر رکھ کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتایئے اسلام کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز پڑھا کرے اور زکوٰۃ دیا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اگر استقامت ہو تو خدا کے گھر کا حج کرے تو اس نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہم بڑے حیران ہوئے کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق۔ اس نے عرض کیا مجھے فرمایئے کہ ایمان کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی اور بری تقدیر پر یقین رکھے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر اس نے عرض کیا کہ احسان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

..........☆..........

احسان

عہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اہل علم کو احسان کے نام سے موسوم کرتے تھے. جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہے۔

الاحسان راجع الی اتقان العبادات ومراۃ حقوق اللہ و مراقبۃ واستحضار عظمۃ وجلالۃ حال العبادت وھذا حال اولیاء اللہ العارفین الصارفین اوقاتھم الافضل الاعمال واحسن الاحوال من محاسبۃ النفس ودوام ذکر اللہ وتصفیۃ القلب ومراقبۃ الاعمال ومکاشفۃ الحضور والاحوال .....

احسان کا مطلب یہ ہے کہ عبادت عمدگی کے ساتھ ادا کرنا. یا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے حقوق کا پورا خیال رکھنا. اس کے مراقبات اور عظمت کا استحضار کرنا اور عبادت کے وقت اس کی جلالت کا استحضار کرنا یہ اولیاء اللہ کا حال ہے. جو عارفین ہیں اور اپنے اوقات کو بہترین اعمال اور احوال میں بسر کرتے ہیں نفس کا محاسبہ کرتے ہیں، ہر لحظہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں. دل کو امراض باطنہ سے صاف کرتے ہیں، اپنے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے وجود اور احوال کو ظاہر کرتے ہیں۔

یہ تمام اموال احسان پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف کی ایک رکعت اوروں کی ہزار رکعت سے بہتر ہے. ایسی ہی عبارت کفایۃ الاتقیاء میں مذکور ہے۔

ورکعة من عارف تفضل من الف رکعة من عالم غیر عارف ولاعبرة لانکار بعض المبتدعة لانهم شاهدوا فی انفسهم لم یجدوا احدا متصفا بالکرامة والخوارق والمواجید والاحوال توتوعهم فی الزیغ والضلال توتعوا فی انکار التصوف واهله ویحسبون انهم علی هدی من انهم کما هو داب جمیع فرق الضالة ۔

عارف کی ایک رکعت غیر عارف عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے اور تصوف کے بعض ، مبتدعین کے انکار کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی کرامت ، خوارق مواجید اور احوال سے متصف نہیں ہے ۔ چونکہ وہ مبتدعین محرومی اور گمراہی میں واقع ہوئے ہیں اس لیے تصوف اور اہل تصوف سے انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت پر ہیں جس طرح تمام گمراہ شدہ فرقوں کی پختہ عادت ہے ۔

انسانی تربیت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مال یعنی کثرت زر میری امت کا فتنہ ہے ۔ آج اس میں ہر شخص مبتلا ہے ۔ جب تک یہ امت اس فتنے سے محفوظ رہی دین کا بول بالا رہا بحر و بر پہ سیادت رہی ، انسان و جن پر قیادت رہی اپنوں اور غیروں پر ہیبت رہی اور ملی وقار پہ تمکنت رہی اور جب مسلمان مال و دولت کی حرص و ہوا میں مبتلا ہوئے تو ہر شے رخصت ہوگئی ۔ اولیاء کبائر کی عظیم شخصیات جو حرص اور لالچ سے بے نیاز متوکل الی اللہ ہو کر بے لوث اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے رہے ہیں جن میں درد و اخلاص [illegible] داری کا وہ جذبہ کارگر ہوتا ہے جو اپنی فکری اہمیت کے

اعتبار سے اپنی مثال آپ ہوتے ہیں، ان اولیاء کاملین کی مقدس جماعت ہر دور میں پیش رہی۔ اس زمانے میں حضرت سیدی و مرشدی اخندزادہ سیف الرحمن مبارک کا نام سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے جن کی کاشف اسرار شخصیت نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو تابانی عطا فرمائی اور جن کی کیمیائی توجہ نے بھٹکے ہوئے انسانوں کو گمراہی کے بھنور سے نکال کر رشد و ہدایت اور کمالات کی منزل پر چلا دیا، آپ کے توکل و استغنار کے فروزاں چراغوں کی لازوال روشنی سے فیض پا کر لاکھوں انسانوں کے سینے منور ہوئے اور وہ عمل کا ایسا پیکر بنے کہ لوگ ان کے تقویٰ و اعمال کو دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ان کی سابقہ زندگی کے برعکس ان میں کیسا انقلاب برپا ہو گیا۔ آج لاتعداد دلوں پر سرکار مبارک مدظلہ کی عظمت کے پرچم لہرا رہے ہیں۔ اور پوری دنیا میں ذکر و فکر، حال و مستی، نالہ و فغاں کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ کو شہنشاہ نقشبند و امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہ تابانیاں و رعنائیاں نصیب ہوئیں اور آپ کے احیائے دین سے باغ سنت میں بہار آئی کہ جس بھی پھول کو دیکھا اس کی مہک و چمک نے چمنستان کو معطر کر دیا۔ یہ ساری بہاریں اور چمک دمک سرکار کی تربیت و انسان سازی کا کمال ہے۔ ہیرے کو جب تک تراشا نہ جائے اس وقت تک اس میں چمک دمک نہیں پیدا ہو سکتی۔ اس کی چمک دمک کا اعتبار اس کے اچھا تراشے جانے پر ہے۔ کسی پیر کے کمالات کو اگر دیکھنا ہو تو اس کے مریدوں کی اچھی تربیت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے انسان سازی کا کام سرانجام دیتے ہوئے اپنی توجہ سے اسے تقویٰ کی وہ معراج عطا کی کہ جس کی قدر و منزلت اور پاکیزگی کی کیفیت کو صرف اس کو حاصل کرنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے۔ آپ کی عظیم شخصیت نے دین اسلام کے سنہری اصولوں کو وہ دوام بخشا ہے کہ جس سے قرونِ اولیٰ کی

یادیں تازہ ہوگئی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے تعلیم و توجہ کا سلسلہ اپنے آستانہ میں شروع فرمایا۔ پاکستان کے کئی احباب آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کی درویشانہ محبت لوگوں کی بے زار و بے مقصد زندگی کو خوشگوار اور بامقصد بناتی ہے اور افراد کی قابلیت و استعداد کے مطابق منزل کی نشاندہی کرتی ہے۔ آپ کا کسی معمولی آدمی کو اپنی مبارک توجہ سے نوازنا علمی، نظریاتی، روحانی اور بدنی عوارض کے لیے تیر حدف ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خاص صلاحیت موجود ہوتی ہے لیکن اکثر افراد اپنی ان اعلیٰ صلاحیتوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ یا ان سے صحیح کام لینے سے عاجز ہوتے ہیں ایسی پوشیدہ اور خوابیدہ صلاحیتوں کو ڈھونڈ نکالنا اور انہیں درست سمت میں متحرک کرنا مبارک صاحب مدظلہٗ کا خاصا اور فہم و فراست کا کمال ہے آپ نے اس کمال و عظمت و توجہ سے بے شمار چنگاریوں کو چراغ اور چراغوں کو آفتاب و مہتاب بنادیا۔

علم و ادب، قرآن و حدیث و فقہ میں آپ کی تحقیق ایسی کہ ایک وسیع حلقہ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات اور قلم سے نکلی ہوئی تحریر کو حرف آخر سمجھتا ہے کیونکہ جن کو آپ نے اپنی توجہ کے کمال سے باکمال بنایا، ان کے لیے آپ کا ہر ہر لفظ چاہے تقریری ہو یا تحریری وہ ایک انمول موتی کا درجہ رکھتا ہے۔ مگر حلقہ مریدین کے علاوہ دوستی اور کتاب شناسی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں، اکثر اہل علم افراد آپ کے پاس کھنچے چلے آتے ہیں اور اپنی طلب و توقع سے کہیں زیادہ مطمئن و بامراد واپس لوٹتے ہیں۔ آپ کی پرخلوص رہنمائی و توجہ اور معاونت عارضی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس وقت تک جاری و ساری رہتی ہے کہ بندہ اپنا کام مطلوب و مقصود حاصل کرکے اپنی منزل تک رسائی حاصل کرلیتا اور کمال تقویٰ کو پالیتا ہے۔

آپ کا ذاتی کتب خانہ مثالی ہے اور علم کے پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے اپنے تجربہ کو بھی اس علم کے ذوق کے ساتھ شامل فرماتے ہیں اور ہر طالب ذوق کی راہنمائی اس کے شوق کی حد تک فرماتے ہیں۔

اہل علم کبھی آپ کی گفتگو رعلم سے تنگ و پریشان نہیں ہوئے۔ سرکار مبارک کا تعلق باعظمت اولیاء کے گروہ سے ہے کہ جن کے نزدیک شہرت و دولت و جاہ و دنیا کی کوئی وقعت نہیں اس لیے آپ کا دامن ان الائشوں سے پاک ہے۔

آپ کا آستانہ دکھی انسانیت کی خدمت کا ایک مرکز ہے۔ یہاں پر عوام الناس کے ساتھ علماء و خطباء، پیر و فقیر، تاجر و ڈاکٹرز، پروفیسر، وکیل، عام و خاص سب آپ مبارک کے علم و عرفان کے فیوضات کی برکات حاصل کرتے ہیں سرکار مبارک اپنوں اور بیگانوں میں فرق نہیں رکھتے۔ عطا میں ہر ایک کے ساتھ یکساں ہیں اور ہمہ وقت سالکین کو حقیقی یعنی معرفت الٰہی کا اجالا پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ اور آپ درویشانہ رنگ میں ہر آنے والے کو رنگتے ہیں۔ ایسی نابغہ روزگار شخصیت جو خدمت کروانے کی بجائے ہر وقت خدمت کرنے میں زندگی وقف فرما رکھی ہے اور اہل علم کا جملہ ہے۔ میرے استاد المکرم علامہ ابوالفیض محمد عبد الکریم ابدالوی شیخ الولایت خانقاہ ڈوگراں فرمایا کرتے ہیں۔ کہ اخندزادہ مبارک ایک عظیم دانشور، ایک محقق، ایک درویش، ایک فقیر اور اہل علم ہونے کے ساتھ اہل علم و اہل قلم دانشوروں کی قدر اور ان سے محبت کرنے والے ہیں۔ اس گل میں خوشبو بھی ہے اور نالۂ دل بھی ہے اور محفل بھی ہے۔ قبلہ استاد المکرم کا جملہ حق ہے۔ جب بھی آستانہ عالیہ پر حاضری ہوئی ہر بار بڑے بڑے اہل علم و فضل و اہل قلم سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور ہر علم و فضل والا آپ کے اخلاق و اخلاص کا گرویدہ ہے۔ اور آپ کی نیازمندانہ محبت اور التفات کا دیوانہ ہے، آپ اہل علم کی میزبانی کا

پورا حق ادا فرماتے ہیں اور امتیازی انداز سے علمی اور تحقیقی کام کرنے والوں کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ میں کئی سینکڑوں مشاہیر و اہل علم کو جانتا ہوں جو بعض علمی مسائل کے حل کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ مبارک نے ان محققین و مدرسین کی راہنمائی سے کبھی پہلوتہی نہ فرمائی۔ راہنمائی کے ساتھ کتابیں خرید کر عطا فرماتے۔ کتابوں کے حوالہ جات میں مدد دیتے کسی کے ایک سوال کے جواب میں کتابوں کی قطار لگا دی۔ آپ کے کتب خانہ میں نادر و نایاب کتابوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے۔ گویا آپ اہل علم و دانش اور اہل محبت کی جلوہ گاہ ہیں۔ آپ کی محبت میں اگر ایک جاہل بھی عرض گزار ہے تو ایک وقت کے بعد اس کی معلومات کا ذخیرہ بڑے بڑے سکالروں سے زیادہ ہو گیا، اس وقت وہ شخص ایک کندن بن کر نکلا۔ جس باغ کی آپ نے آبیاری کی آج اللہ کے فضل و کرم سے اس میں بہار ہے۔

سرکار مبارک کے تقویٰ پر ایمان افروز واقعہ

جن دنوں میں میاں محمد سیفی دربار سید ہجویری داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ میں محفل ذکر کیا کرتے تھے اور اس میں خود بنفس نفیس جلوہ فرما ہوتے تھے۔ تو دوران محفل ذکر ایک صاحب جن کا نام میاں محمد منشی تھا، اس نے بلال گنج میں اپنے نام پر ایک ہسپتال بھی بنوایا ہے۔ میاں محمد منشی نے میاں محمد سیفی صاحب سے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں ہسپتال کی طرح ایک عظیم الشان دینی مدرسہ بھی قائم کروں اور اگر آپ قبول فرمالیں تو آپ کے لیے مدرسہ کے ساتھ ایک عظیم الشان مسجد اور آستانے کی بھی تعمیر کروں گا۔ گویا یہ کل منصوبہ ۱۲ کنال میں طے پایا ان دنوں

آستانہ عالیہ راوی ریان شریف مسجد و مدرسہ وغیرہ کی بنیاد نہیں رکھی گئی اور محفل ذکر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں گھر ہے جسے آج کل چھوٹا آستانہ کہتے ہیں وہیں ہوا کرتی تھی۔ تو اس نے اس تمام منصوبے کی تعمیر کی ذمہ داری بھی اٹھانے کا وعدہ کیا میاں صاحب نے جواباً کہا کہ میں اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر کوئی بھی فیصلہ خود نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرما دی تو آپکی پیشکش قبول کروں گا اور اگر اجازت نہ فرمائی تو یہ چیز میرے اختیار میں نہیں کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر قبول کر لوں۔ یہ واقعہ میاں صاحب نے راقم الحروف سے ذکر کیا۔ ہم اکٹھے کاشانہ سیفیہ پر حاضر ہوئے تو سرکار کاشانہ کی بجائے آستانہ عالیہ پر مریدین کے جم غفیر میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے میاں محمد منشی کی پیشکش کو حضور سرکار مبارک مدظلہ کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا۔ سرکار نے پوچھا کیا وہ سالک ہے میاں صاحب نے جواب دیا نہیں۔ سرکار نے پوچھا متبع سنت ہے تو میاں صاحب نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا۔ جس کا اخلاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ نہیں وہ اتنی بڑی قربانی کیسے دے گا۔ اور اگر واقعی وہ اپنے اخلاص میں مخلص ہے تو پہلے اپنی شکل کو درست کرے پھر اصلاح باطن کے لیے آپ سے ذکر حاصل کرے تب اس کی پیشکش قبول کی جا سکتی ہے ورنہ نہیں۔

وہ تخت سکندری پہ تھوکتے نہیں
بستر لگا ہے آقا جن کا تیری گلی میں

اس واقعے میں سرکار مبارک کے اعلیٰ تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔

اس سال یعنی ۱۹۹۹-۱۴۱۹ ماہ رمضان المبارک کے درمیانی عشرہ میں پیر طریقت گلزار احمد سیفی نے فون پر اطلاع دی کہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میاں محمد سیفی نے فون پر اطلاع دی ہے کہ ہم تینوں آستانہ عالیہ پر حاضر ہونگے تو جب حاضر ہوئے اور

قدم بوسی کے بعد ہمارے ایک پیر بھائی جو کہ پشاور شہر کے عظیم الشان تاجر ہیں تشریف لائے انہوں نے سرکار مبارک کی بارگاہ عالیہ میں اعلیٰ اون کی بنی ہوئی جرسی پیش کی جو مبارک صاحب کو بہت پسند آئی۔ آپ نے جناب جاوید بٹ سے دریافت فرمایا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ سرکار جتنے میں لایا، حضور کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔ جب آپ نے بار بار اسرار کیا تو بٹ صاحب نے غالباً (۱۲۰۰) بارہ سو عرض کیا تو سرکار مبارک نے بارہ سو روپے اپنی جیب سے نکال کر بٹ صاحب کو عطا کر کے فرمایا کہ جو تم نے پیش کی وہ تو تحفہ ہو گیا اب یہ بارہ سو اس لیے ہے کہ میرے لیے اس جیسی ایک اور جرسی خرید لاؤ۔

بٹ صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس جو مال و دولت ہے وہ آپکی دعاؤں کی برکات سے ہی ہے۔ میں اور لے آؤں گا۔ جواباً سرکار مبارک نے فرمایا کیونکہ اب جرسی کی مجھے ضرورت ہے اور سوال کرنا شریعت میں حرام ہے۔ میں نے پوری زندگی میں کبھی بھی کسی مرید سے کچھ طلب نہیں کیا اگر تم پیسے نہیں لو گے تو میں جرسی نہیں لوں گا۔ سرکار کے بار بار تکرار کی بنا پر اس نے پیسے لے لیے اور عرض کرنے لگا کہ یہ پیسے آپ اب میری طرف سے تحفہ قبول فرمالیں تو آپ کا چہرہ مبارک جلال سے سرخ ہو گیا فرمایا کہ پہلے فریب سے بھی یہ بڑا فریب ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ راقم الحروف کو بیعت ہوئے تقریباً ۲۰ سال ہو گئے ہیں اور سرکار مبارک صاحب کو کبھی کسی مرید سے کوئی چیز طلب کرتے نہ دیکھا نہ سنا۔ اگر کوئی چیز کسی مرید سے منگوانی چاہی تو پہلے متعلقہ چیز کی قیمت عطا فرمائی پھر اسے وہ چیز لانے کیلئے فرمایا۔

آپ ایک جملہ اکثر فرمایا کرتے ہیں جو حکمت اور تقویٰ سے لبریز ہے۔

نہ طمع نہ جمع نہ منع
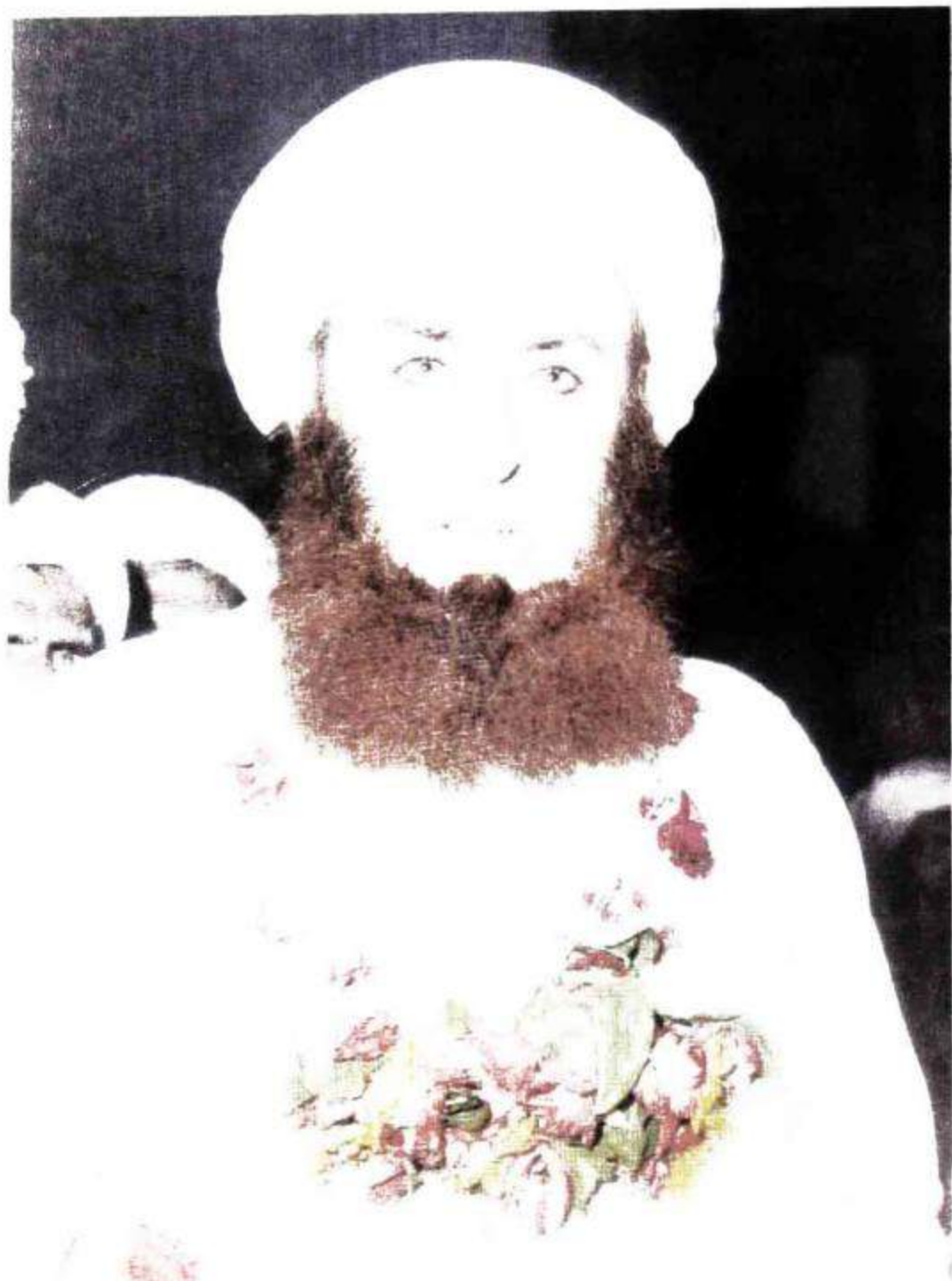
حضرت مبارک صاحب مولانا عبداللہ سیفی کی دوکان پر خوش گوار موڈ میں
مولانا عبداللہ صاحب وہ ہیں جنھوں نے مبارک صاحب کی دس سال خدمت کی

نمائندہ خبریں کے اعتراض پر تفسیر روح المعانی کا حوالہ دیکھاتے ہوئے جبکہ مفتی احمد الدین تو گیروی قریب بیٹھے ہیں

دار العلوم جامعہ جیلانیہ کے کتب خانے میں مسئلہ وجد پر پیر محمد عابد حسین سیفی کو تفسیر کبیر کا حوالہ بتا رہے ہیں

روزنامہ خبریں کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے

دارالعلوم سیفیہ میں صحیح مسلم شریف کا درس دیتے ہوئے
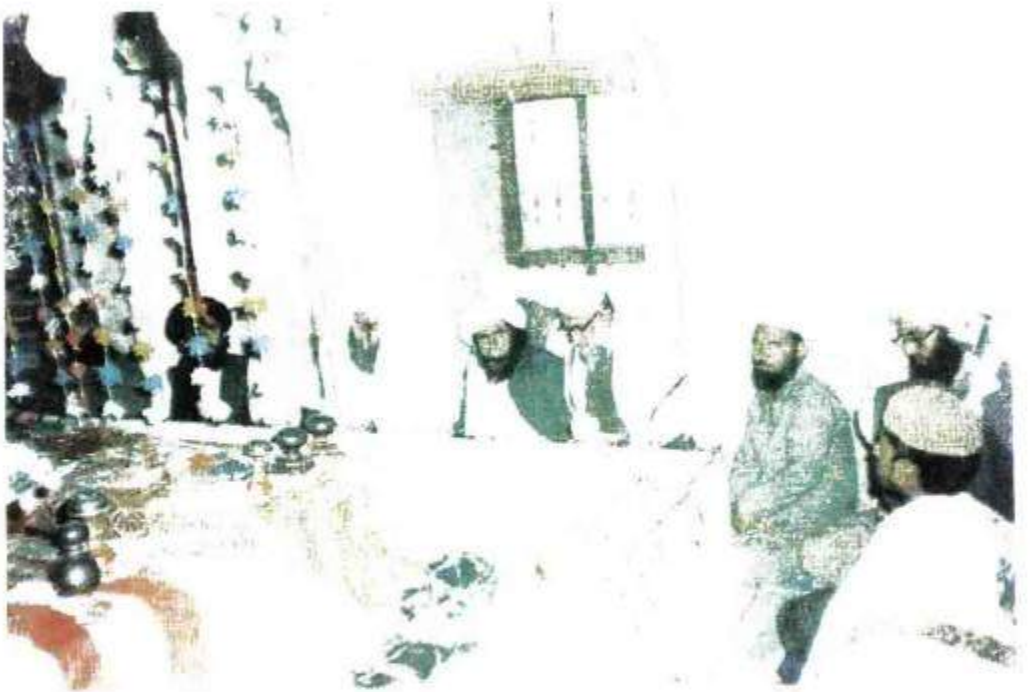
حاجی دیوان نعمت اللہ سہروردی کے مزار شریف پر (خانقاہ ڈوگراں) حاضری دیتے ہوئے جبکہ آپ کے خلیفہ اعظم روحانی صاحب اور شیخ الحدیث علامہ ابوالفیض محمد عبدالکریم بیٹھے ہیں

خانقاہ سے مدرسہ کی طرف تشریف لاتے ہوئے

پتہ کے آپریشن کے لئے پشاور سے لاہور آمد پر ائیر پورٹ سے باہر تشریف لا رہے
ہیں جبکہ قبلہ روحانی صاحب اور ائیر پورٹ کا عملہ ہمراہ ہے

دریائے کابل کے کنارے محفل ذکر سے فراغت کے بعد اپنے خلیفہ صوفی سیف اللہ کے
ساتھ محو گفتگو ہیں جبکہ بائیں جانب صوفی کندل صاحب اور پیر محمد عابد حسین کھڑے ہیں

1993ء میں دارالعلوم جامعہ جیلانیہ کے جلسہ دستار فضیلت کے لئے لاہور آمد
پر ائر پورٹ پر استقبال کرنے والوں کے جم غفیر ہیں

1990ء میں دارالعلوم جامعہ جیلانیہ کے ہوسٹل کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا کرتے
ہوئے اور صوفی سیف اللہ سیفی سید اعظم شاہ صاحب وغیرہ کھڑے ہیں

سرکار مبارک صاحب درس حدیث کے دوران جبکہ آپ کے ساتھ قاری عبدالوہاب سیفی حافظ عرفان اللہ سیفی ظہور احمد اور دیگر احباب بیٹھے ہیں جب کہ سرکار مبارک کے ساتھ پیر محمد عابد حسین سیفی بیٹھے ہیں

دار العلوم سیفیہ کی نئی بلڈنگ دیکھاتے ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ صوفی گلزار احمد سیفی اور دیگر خلفاء میں پیر محمد عابد حسین سیفی

حضرت مبارک صاحب لاہور ائیر پورٹ پر تشریف لاتے ہوئے

درس بخاری شریف دیتے ہوئے ایک اور انداز سے

درس شریف کے دوران کسی عبارت پر غور کرتے ہوئے جبکہ آپ کے
ساتھ پیر محمد عابد حسین سیفی بیٹھے ہیں

بمقام کوٹ سرور عابد حسین سیفی کے آبائی گاؤں میں ایک خصوصی تقریب میں شرکت
کے موقع پر جبکہ سرکار کے ساتھ جہاد افغانستان میں شہید ہونے والے
مجاہد صوفی نجیب اللہ اور صاحبزادہ نور المجتبیٰ چشتی ہیں

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے عرس مبارک کی تقریب کی صدارت فرماتے
ہوئے حضرت علامہ محمد مقصود احمد خطیب دربار شریف ساتھ بیٹھے ہیں

دار العلوم سیفیہ میں درس بخاری شریف کے بعد دعا فرماتے ہوئے
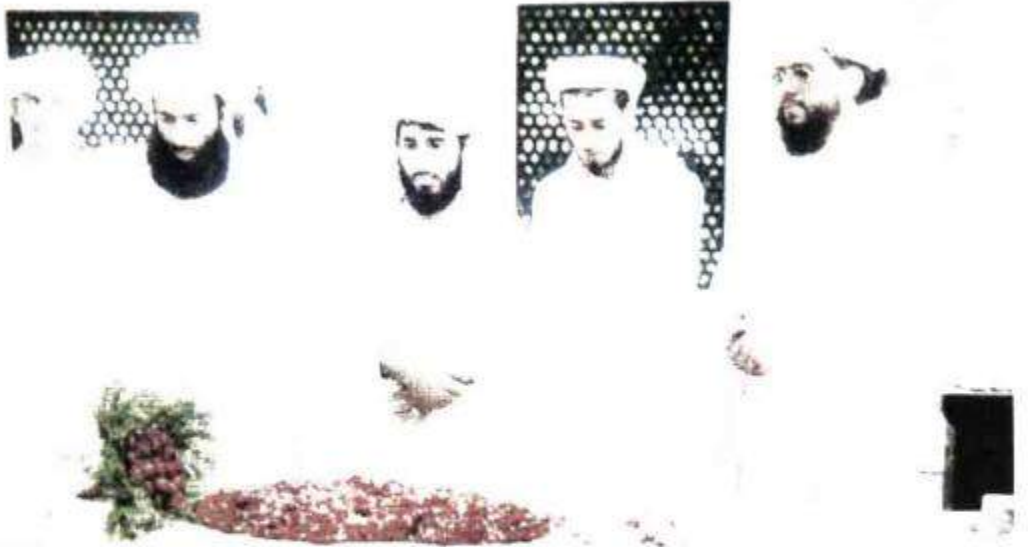
عاشق اللہ صاحب، قاری محمد حبیب صاحب پادشاہ صاحب، صاحبزادہ مبارک صاحب
غازی علم دین شہید کے مزار پر حاضری دیتے ہوئے

حضرت مبارک صاحب

حضرت مبارک صاحب دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد مدرسہ کے صحن میں مسکراتے ہوئے

علمائے کرام کو حدیث جبرائیل دیکھا کر اس پر گفتگو فرما رہے ہیں

خطیبانہ انداز میں

حضرت مبارک صاحب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے عرس مبارک کی تقریب کی صدارت فرماتے
ہوئے حضرت علامہ محمد مقصود احمد خطیب دربار شریف اور دیگر خلفاء کے ساتھ تشریف فرما ہیں
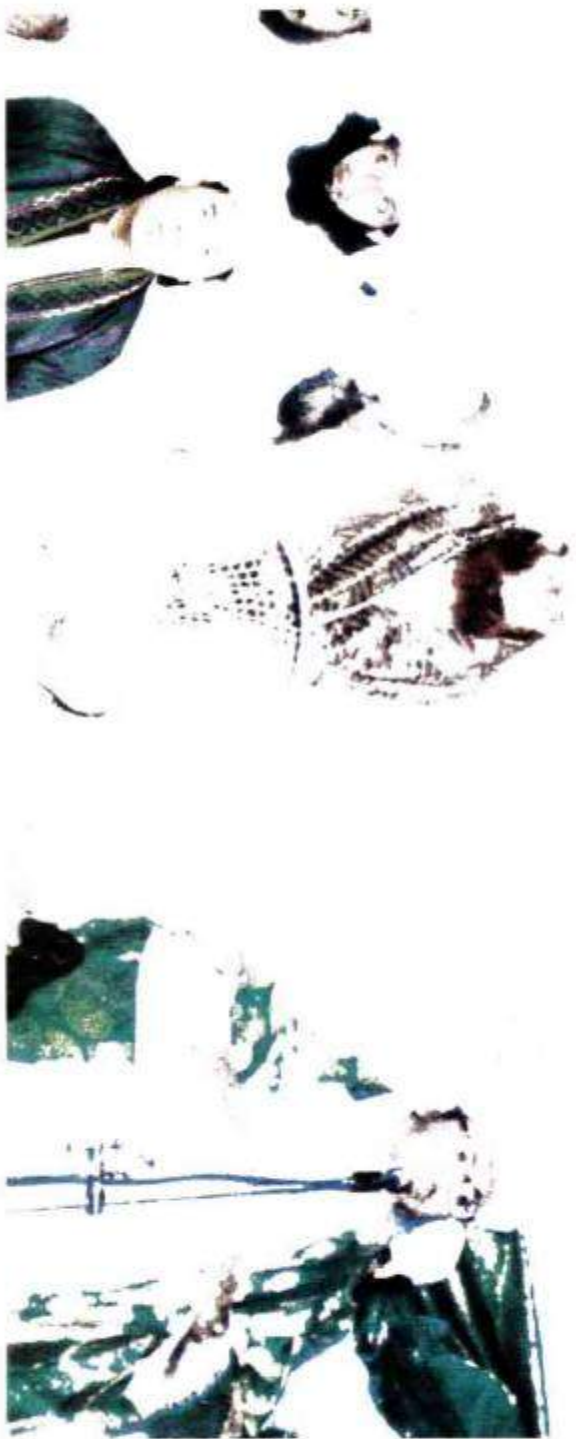
آپ کے والد گرامی قبلہ قاری سرفراز قادری صاحب نے دو شادیاں کیں تھیں۔ اس میں ایک آپ کی والدہ تھی جس کے بطن سے آپ اور چار بھائی پیدا ہوئے تھے۔ مگر دوسری والدہ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ جب آپ کے والد قبلہ قادری صاحب نے انتقال فرمایا تو آپ کی دوسری والدہ نے ایک اور نکاح کر لیا اس نکاح کے بعد ان کے بطن سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جب آپ کے والد قبلہ قادری صاحب کی جائیداد تقسیم کرنے کا وقت آیا تو آپ نے دوسری والدہ کے بارے میں کافی معلومات کروائی مگر پتہ نہ چل سکا۔ اس بارے میں منہ ہم ادگاہ خصوصاً علامہ سعید احمد حیدری و علامہ محمد حمید جان اخند زادہ کو مجاہدین سے پتا چلا کہ پاکستان میں مہاجر افغانی کیمپ میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اگرچہ وہ آپ کی حقیقی والدہ نہ تھی مگر والد کے نکاح میں رہنے کی وجہ سے ان کا جائیداد میں حصہ میں حصہ نکلتا تھا۔ لہذا آپ نے ان کی صاحبزادیوں سے رابطہ کیا۔ کیونکہ اپنی ماں کی وراثت کی وہ حقدار تھی۔ ان کو بلا کر اپنے تمام بھائیوں کو جمع فرمایا اور مسئلہ کی تفصیل بیان فرمائی مگر آپ کے بھائیوں نے ان کو حصہ دینے سے انکار کر دیا کہ یہ نہ تو ہماری حقیقی ماں کے بطن سے اور نہ ہی ہمارے والد کی اولاد سے ہیں تو آپ مرشدی اخند زادہ مبارک نے بھائیوں کو ارشاد فرمایا کہ حصہ ان کا نہیں ان کی ماں کا ہے کیونکہ وہ ہمارے والد کے نکاح میں تھی۔ آپ نے اپنے حصہ کی تمام جائیداد کا حساب کر کے جو حصہ ان کی ماں کو آتا تھا وہ ان کے حوالے فرما دیا اور سب احباب کو فرمایا آج حساب دینا آسان ہے مگر قیامت کے دن مشکل ہو گا۔

آپ کے مرید صادق الیقین جن کا اسم گرامی میاں محمد حنفی سیفی ہے ان کا شمار حضرت کے بڑے خلفاء میں ہوتا ہے، وہ جب بھی آپ کبھی بارگاہ عالیہ میں

حاضری دیتے تو باڑہ سے کچھ پھل، سبزی اور گوشت وغیرہ لے جاتے اور بجائے آپ کو پیش کرنے کے سیدھا گھر بھیج دیتے اور آپ سے ذکر نہ کرتے۔ ایک مرتبہ میاں صاحب نے بازار سے بارہ کلو گوشت خریدا اور جاتے ہی حسبِ معمول گھر بھیج دیا۔ اور پھر جب گھر سے کھانا اور گوشت تیار ہو کر آیا تو آپ نے استفسار کروایا کہ گھر میں تو گوشت نہ تھا یہ کہاں سے آیا۔ پتا کروانے پر معلوم ہوا کہ میاں صاحب لے کر آئے ہیں۔ تو فوراً میاں صاحب سے پوچھا کہ میاں صاحب یہ گوشت آپ نے خود ذبح کروایا تھا کہ پہلے سے ذبح شدہ تھا تو میاں صاحب نے عرض کی کہ پہلے سے ذبح شدہ تھا۔ تو آپ نے یہ فرما کر کہ بازار میں اکثر لوگ بے نماز اور طہارت سے عاری ہوتے ہیں اور تکبیر وغیرہ کا خیال بھی نہیں کرتے، گوشت تناول فرمانے سے انکار کر دیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محفل ذکر ہو رہی تھی اور آپ مئے فیض سے دیوانوں کو جام بھر بھر کے پلا رہے تھے۔ کہ اسی دوران ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے پرفیوم آپ کے کپڑوں پر چھڑک دیا۔ تو آپ نے اس سے وہ پرفیوم لے کر اُسے احباب سے چیک کروایا کہ ماچس سے اسے آگ لگائی جائے۔ اگر آگ لگ گئی تو پھر اس میں الکوحل ہے ورنہ وہ صحیح خوشبو ہے۔ کسی اور ساتھی نے عرض کی کہ آگ تو اور خوشبوؤں کو بھی لگ جاتی ہے۔ الکوحل اور خوشبو میں فرق یہ ہے کہ الکوحل کو آگ بھڑک کر لگتی ہے اور عام خوشبو اور تیل کسی چیز کے ساتھ مل کر لگتی ہے۔ لہذا چیک کیا گیا تو آگ بھڑک اٹھی۔ آپ فوراً گھر تشریف لے گئے کپڑوں کو تبدیل فرمایا اور احباب کو پرفیوم لگانے سے منع فرمایا کیونکہ وہ نجس ہے اور نجاست سے نماز ہی نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ ایک مرید نے آپ کو ایک موزوں کا جوڑا بطور نذرانہ پیش کیا۔

آپ نے جب ان کا رنگ دیکھا تو فرمایا بھئی اس کا رنگ عورتوں سے ملتا جلتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہذا میں یہ نہ لوں گا۔

آپ کا ایک مرید آپ کے لیے ایک کمبل لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے قبول فرمایا چونکہ لفافے میں بند تھا۔ لہذا اسی طرح گھر بھجوا دیا۔ جب نماز کا وقت قریب آیا تو آپ وضو فرمانے گھر تشریف لے گئے۔ فوراً واپس تشریف لائے تو ہاتھ میں وہی کمبل تھا۔ آپ نے اس کو لانے والے سے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھا نہیں کہ اس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں کتا اور جاندار کی تصویر ہوگی۔ اس گھر میں اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آپ نے یہ فرما کر کمبل اسے واپس کر دیا اور آئندہ تصویر والی چیز خریدنے سے منع فرمایا۔

مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو کافر یا واجب القتل کہتا ہے اور اس کی کوئی کفر کی وجہ بھی نہ ہو مثلاً پیر محمد چشتی چترالی نے حضرت پیر طریقت اخند زادہ سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کو کافر کہا، اور کچھ ایسے مولوی بھی ہیں جنہوں نے اس کی تائید کی تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کا حکم دلائل سے ثابت کر کے عنداللہ ماجور فرمائیں۔

بینو و توجروا

السائل ظہور احمد علوی ضلع راولپنڈی تحصیل مری ڈاکخانہ گلہبڑہ گلی

بمقام پھاواں

الجواب اللھم اجعل موافقا للصواب والحق

مسئلہ مذکورہ مسئولہ کے متعلق قرآن پاک میں ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوۡا وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤی اِلَیۡکُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنًا ۚ تَبۡتَغُوۡنَ عَرَضَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۫ فَعِنۡدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیۡرَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ فَتَبَیَّنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ﴿۹۴﴾ (سورۃ النساء پارہ ۵ آیت ۹۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو۔ اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے ایمان ظاہر کرے دنیاوی زندگی کے سامان کی خاطر یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت مال غنیمت ہے۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا پس غور کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ (یعنی جب تم اول مسلمان ہوتے تھے اگر تمہیں یہی کہہ دیا جاتا کہ تم مسلمان نہیں ہو تو تم کیا کرتے۔

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

امام احمد نے اس حدیث کو تخریج کیا۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا اور ابن حمید نے اسے صحیح کہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی سلیم کا ایک شخص صحابہ کرام کی جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پاس بکریاں تھیں۔ اس نے جماعت صحابہ کو سلام کیا، انہوں نے سمجھا اس شخص نے ڈر کے مارے ہمیں سلام کیا تاکہ میں قتل سے بچ سکوں، انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا اور وہ بکریاں مالِ غنیمت میں شامل کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا۔ تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

نیز ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کی سرکردگی میں ایک جماعت جہاد کے لیے بھیجی اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ کو روانہ کرتے تھے تو واپسی پر ان کے متعلق ان کے ساتھیوں سے ان کی تعریف سننا پسند فرماتے تھے۔ لیکن اس دفعہ دریافت نہ کیا بلکہ آپ کے ساتھی از خود بیان کرنے لگے تو دوران گفتگو کہا کہ یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص اسامہ کو ملا تو اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا پھر بھی اسامہ نے اُسے قتل کر دیا تو حضور علیہ السلام نے حضرت اسامہ کی طرف رُخِ انور کرتے ہوئے فرمایا ایسا کیوں کیا۔ تو حضرت اسامہ نے عرض کیا اس نے قتل سے بچنے کے لیے پڑھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ ڈر اور قتل سے بچنے کے لیے کہا تھا۔ (روح المعانی ص ۱۱۹ ج ۴ مطبوعہ جدید از ملتان)

تو اس آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنا اسلام ظاہر کر رہا ہے تو جب تک اس کے کفر کی پوری تحقیق نہ ہو جائے اس کو کافر کہنا ناجائز اور وبال عظیم ہے۔

فوائد موضح القرآن حاشیہ مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی اس آیت مقدسہ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ مسلمان اگر قصد کر کے مسلمان کو مار ڈالے وہ دوزخی ہو چکا اس کی توبہ قبول نہیں۔ باقی اور علماء نے کہا کہ سزا اس کی یہی ہے یہاں جو مذکور ہوئی۔ آگے اللہ مالک ہے۔ لیکن اگر قصاص میں مارا گیا تو سب کے قول میں پاک ہوا۔

اس بارے میں مومن مسلمان کو واجب القتل کہنا یا قتل کرنا کہ یہ کافر ہے۔ ایک برابر ہے۔ مومن مسلمان کو قتل کے فتوے دینے والا یا واجب القتل کہنے والا بلاشک کافر ہوا۔ اور اسلام سے خارج ہو گیا۔

چونکہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث اور علماء دارالعلوم حقانیہ کی مسلّم شخصیت مفتی محمد فرید کا نام پیر محمد چترالی اور عثمان تارو جبہ والے نے جعل سازی سے استعمال کیا تھا جس کی وضاحت انہوں نے اپنی تحریر میں کر دی۔

مفتی غلام فرید شیخ الحدیث و مفتی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک تحریر کرتے ہوئے

کہا ہے۔

الحمد اللہ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد :۔

"پس نہ میں نے اخند زادہ سیف الرحمٰن کو واجب القتل کہا ہے اور نہ وہ واجب القتل ہے۔ کسی کو اجازت نہیں کہ میری طرف یہ نسبت کرے۔"

اسی طرح ان کے فتویٰ میں جن علماء یا مفتیان حضرات کے نام لکھے گئے تھے۔ ان میں اکثریت نے انکار کیا ہے۔ ان سب نے کہا کہ ہمارے نزدیک اخند زادہ سیف الرحمٰن مسلم شخصیت ہیں۔ اور ان کے بارے میں واجب القتل یا کافر کہنا تو درکنار ہم معمولی بے ادبی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان میں چند مولوی و مفتی ایسے ہیں کہ جن کا کردار پورا صوبہ سرحد کا بچہ بچہ جانتا ہے جن کا نہ کوئی دین ہے نہ ایمان ہے نہ ہی مذہب ہے۔ ان کا مقصود صرف دین بیچ کر پیسہ بٹورنا ہے اور اہل ایمان اور اہل اسلام کو کافر بنانا ہے۔

حضرت علامہ محمد یوسف نے کتاب اظہار حقیقت لکھ کر اس چیز کو واضح کر دیا ہے کہ اس دور کے علماء حق کے نزدیک حضرت مولانا اخند زادہ سیف الرحمٰن کا کیا علمی اور عملی مقام ہے۔ اس میں تقریباً پاکستان اور افغانستان کے اکابر علماء و مفتیانِ کرام نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ کتاب آستانہ عالیہ منڈی کس سے ہمہ وقت حاصل کی جا سکتی ہے۔

اگرچہ اس موضوع پر کثیر دلائل ہیں لیکن یہاں پر صرف طوالت کے اندیشے سے نقل نہیں کیا گیا اور اہل حق کے لیے قرآنِ کریم کی آیت مقدسہ و احادیث مبارکہ اور چند فقہا کے اقوال ہی کافی ہونگے۔

مزید ارشاد ہے :۔

ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ

اور جو شخص ایمان سے انکار کرے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

مقصد یہ ہے کہ جس شخص کے عقائد میں کوئی چیز کفر کی نہیں خواہ اعمال اس کے کتنے ہی خراب ہوں اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ بلکہ ایسے شخص کو کافر کہنے والے کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ گویا کہ وہ ایمان کو کفر کہہ رہا ہے چہ جائیکہ ایسی پاک باز اور باعمل شخصیت کو کہا جائے جس کے تقویٰ اور طہارت پر علماء اور عوام کی کثیر تعداد گواہی دے اور اس کی ولایت اور کمالات کی بھی تصدیق کرے۔ جن علماء کے تاثرات مولانا یوسف صاحب نے تحریر کیے ہیں ان میں اکثریت حضرت اخندزادہ صاحب کے شاگردوں اور مریدوں کی نہیں۔

فی زمانہ حضرت اخندزادہ صاحب کی شخصیت کی جن علماء نے تائید کی ہے ان کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ جس کا ریکارڈ فقیر کے پاس موجود ہے۔ ان علماء نے صرف آپ کی شخصیت، عقیدے کی تائید نہیں کی بلکہ آپ کو ولی کامل و مکمل اور اکثر نے آپ کو اس پندرھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔

حضرت اخندزادہ مبارک کی شخصیت پر طعن صرف ایک عام مسلمان پر طعن نہیں بلکہ ایک کامل و مکمل ولی جامع علم ظاہر و باطن عالم باعمل مجدد وقت پر طعن ہے۔ جن کی ولایت پندرھویں صدی میں مسلم اور ہر خاص و عام کا مرجع جن کو بلا اتفاق مشائخ عظام شیخ المشائخ تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے کامل و مکمل ولی کے انکار کے بارے میں علامہ عبدالغنی نابلسی اندلسی کی عبارت پیش خدمت ہے۔

ایک ولی اللہ کا انکار کرنا اجماعاً کفر ہے۔

حدیقۃ الندیہ میں علامہ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ ایک ولی اللہ کا انکار کرنا اور دیگر تمام اولیاء کرام پر اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ جیسا کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا

اور ایک نبی سے انکار کرنا کفر ہے۔

والحاصل ان الانکار بالقلب او باللسان علی احد من اولیاء اللہ الذین ھم العلماء العاملون وسواء کانوا احیاء او کانوا موتی۔ وکلھم احیاء عند من یعرفھم بحیاۃ اللہ لا بانفسھم وکلھم موتی عن حیاتھم بانفسھم سواء عرفھم من ینکر علیھم او لم یعرفھم وانکر ما لم یعرف من احوالھم الصحیحۃ وافعالھم المستقیمۃ عند اللہ فھو کفر صریح والمنکر کافر بالاجماع المسلمین علی مقتضی جمیع مذاھب اھل الاسلام لانہ انکر دین الاسلام والشریعۃ المحمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(حدیقۃ الندیہ صفحہ ۲۴۱ ج ۱)

خلاصہ یہ ہے کہ کسی ایک ولی اللہ سے دل سے یا زبان سے انکار کرنا کہ وہ ولی اللہ علماء عاملین میں سے ہو، اور خواہ وہ ولی اللہ زندہ ہو یا وفات پا چکا ہو، اور تمام اولیاء اللہ تعالیٰ کی حیات سے زندہ ہیں، ان کے نزدیک جو ان کے احوال سے واقف ہیں اور نفس کے اعتبار سے زندہ نہیں ہیں، خواہ منکرین اس ولی اللہ کے احوال صحیحہ اور افعال مستقیمہ عند اللہ سے واقف ہوں یا نہ ہوں پس یہی انکار اولیاء کفر صریح ہے اور منکر اولیاء مسلمانوں کے اجماع سے اور تمام مذاہب اہل اسلام کی رو سے کافر ہے۔

کیونکہ اس منکر نے دین اسلام اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا (کیونکہ ولی اللہ تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے ولایت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

تکفیر مسلم خود کفر ہے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کفر رجل رجلا الا باء باحدھما بہ ان کان والا کفر بتکفیرہ و فی روایۃ فقد وجب الکفر علی احدھما۔

(ترغیب و ترہیب)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کی تکفیر کرنے سے دونوں میں سے ایک کافر ضرور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شخص فی الواقع میں کافر تھا تب تو وہی کافر ہوا۔ ورنہ تکفیر کرنے والا اس کی تکفیر سے خود کافر ہو گیا۔
اور ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کا کفر واجب ہو گیا۔

امام ابو شکور سالمی فرماتے ہیں:۔

من شک فی ایمان الغیر وقال لہ یا کافر فانہ ینظر ان کان فیہ شبھۃ الکفر فان الشاتم بالکفر لا یصیر کافراً وان لم تکن فیہ شبھۃ الکفر فانہ یکفر بیانہ ان المشکوک فیہ ان کان عریفا او عشاراً او عواناً فان الشاتم لہ بالکفر و شاک فی ایمانہ لا یصیر کافراً وان کان فاسقاً مولعاً مصراً علی فسقہ جاھلاً عن علوم الدین ان کان یقول لہ یا کافر فان القائل یصیر کافراً۔

(التمہید ابو شکور سالمی ص۱۱۱)

ترجمہ: جس نے دوسرے کے ایمان میں شک کیا یا اسے کافر کہا تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس میں کفر کا کوئی شبہ پایا جاتا ہے تو اس شبہ کی بنا پر

کافر کہنے سے کافر نہیں ہوگا۔ اور اگر اس میں کفر کا شبہ نہ ہو تو اس کو کافر کہنے سے تکفیر کرنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ مشکوک کرنیوالا اگر نقیب. عشر وصول کرنے والا یا ظالم ہے تو اسے کافر کہنے سے کافر نہیں اور اگر وہ فاسق اپنے فسق پر اصرار کرنے والا علوم دین سے ناواقف ہے ایسے شخص کو کافر کہنے سے قائل خود کافر ہے۔

چہ جائیکہ ایک معتبر عالم دین متبع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم علم وعرفان کے موتی بکھیرنے والے رشد وہدایت کا مرکز اور راسخ العقیدہ سنی شخص یعنی مجدد طریقت ومعرفت حضرت سیدنا ومرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی کو کافر کہنے سے تو بطریق اولیٰ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

عبارات فقہاء ملاحظہ ہوں۔

شرح وقایہ کے حاشیہ میں علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ۔

۱۔ وھل یکفر باطلاق الکفر علی المسلم المختار انہ ان اراد اشتم لا یکفرون اعتقد دنیہ کفر اکفر لان اعتقاد دین الاسلام کفر اکفر کذا فی الذخیرۃ۔ (شرح وقایہ ص ۳۰۹ کتاب الحدود حاشیہ نمبر)

ترجمہ: کیا کسی مسلمان کو کافر کہنے سے کفر لازم آتا ہے تو اس میں مختار مذہب یہ ہے کہ کہنے والے نے اگر گالی دینے کے ارادہ سے کہا ہے تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ اور اگر اس عقیدے اور نیت سے کہا کہ وہ کافرانہ دین پر قائم ہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ دین اسلام کو کفر سمجھنا کفر ہے۔ جیساکہ ذخیرہ میں ہے۔

۲۔ واذا قال لغیرہ یا کافر وللمرء یا کافرۃ ولم یقل المخاطب شیئاً"

فالفقیہ ابوبکر الاطش البلخی علی انہ کافراً وقال الفقیہ ابو اللیث وبعض ائمۃ بلخ لایکفر والمختار فی مثل ھذا المسائل انہ اذا ارادہ شتم ولا یعتقدہ کافراً لایکفر وان اعتقدہ کافراً مخاطبہ علی اعتقادہ انہ کافر کفر لانہ فقد اعتقد دین الاسلام کفراً فھوکافر

(فتاویٰ بزازیہ علی ھامش الفتاویٰ الھندیہ ج ۶ ص ۳۳۱)

ترجمہ: اور جب کسی دوسرے مسلمان کو کافر اور عورت کو کافرہ کہتا ہے۔ مخاطب نے جواب میں کچھ نہیں کہا بلکہ خاموش رہا تو فقیہ ابوبکر اطش بلخی کے نزدیک وہ کافر ہے اور فقیہ ابو اللیث اور بلخ کے بعض ائمہ کے نزدیک کافر نہیں ہوتا اور ایسے مسائل میں مختار مذہب یہ ہے کہ اگر گالی دینے کے ارادے سے کافر کہا اور مخاطب کے متعلق عقیدہ کو کفر نہیں سمجھتا ہے تو پھر کافر نہیں ہوگا اور اس کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ وہ عقیدہ کفر پر قائم ہے تو پھر کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ مسلمان کو کافر سمجھنا دراصل دین اسلام کو کفر سمجھنے کے مترادف ہے۔ پس کہنے والا کافر ہو جائیگا۔

۳۔ فان من کفر مسلماً فقد کفر فی الاشر۔ (فتاویٰ خیریہ ج ۲ ص ۲۸۴ علی ھامش عقود الاریہ فی تنقیح الحامدیہ)

ترجمہ: جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے تو وہ کافر ہو جائیگا۔

۴۔ ان اعتقدہ (المسلم) کافراً نعم فخاطبہ ھذا بنار انہ کافر یکفر لانہ لما اعتقدہ المسلم کافراً فقد اعتقد دین الاسلام کفراً اھ۔

(منقول عن الذخیرہ، فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۱۸۳)

ترجمہ: اگر مسلمان کو کافر عقیدۃً سمجھتا ہے تو وہ تکفیر مسلم سے کافر ہو گیا۔ کیونکہ اس صورت میں دین اسلام کو کفر سمجھنا لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے۔

۵۔ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

اذا اطلق الرجل کلمة الکفر لکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر لان الکفر یتعلق بالضمیر ولم یعتقد الضمیر علی الکفر و قال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لانه استخف بدینه. (رد المحتار ج ۴ ص ۲۲۴ مطبوعہ جدید) ومن تکلم عامداً عالماً کفر عند الکل ومن تکلم بها اختیاراً جاهلاً بانها کفر ففیه اختلاف۔

ترجمہ: جب آدمی نے کلمہ کفر کہا لیکن کفر پر اس کا عقیدہ نہیں ہے تو بعض اصحاب نے کہا کافر نہیں ہوگا۔ کیونکہ کفر کا تعلق دل سے ہے اور اس کے دل میں کفری عقائد نہیں ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ کافر ہو جائیگا اور میرے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ اس نے دین اسلام کو حقیر سمجھا ہے۔ اور جس نے قصداً جانتے ہوئے کلمہ کفر بولا تو تمام ائمہ کے نزدیک کفر ہے۔ اور جس نے ارادۃً کہا اور یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ تو اس میں اختلاف ہے۔

۷۔ علماء دیوبند کی مسلمہ بزرگ شخصیت علامہ سید انور شاہ کشمیری علامہ ابن ہمام کی کتاب مسایرہ ص ۲۱۴ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

قلت وفی المسایرہ ان اباحنیفة رحمة الله علیه قال لجهم اخرج عنی یا کافر وفی الرسالة التسعنیة للحافظ ابن تیمیه باسناد عن محمد قال: قال ابوحنیفه رحمته الله عمرو بن عبید ثم حمل فی المسایرة قول لجهم علی التاویل وهذا غیر ظاهر کیف وقد ورد الوعید الشدید فی اکفار المسلم فحاشا جناب الاسلام رحمة الله علیه عن ذالك لو لم یکن عنده کافراً۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں مسایرہ میں ہے۔ سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہم سے

کہا میرے پاس سے کھل جائے کافر. اور رسالہ تسعینیہ میں جو کہ حافظ ابن تیمیہ کی تالیف کی ہے۔ امام محمد سے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے تو ابن ہمام نے مسامرہ میں جس سے جو کچھ امام صاحب نے فرمایا وہ تاویل پر مبنی ہے اور یہ غیر ظاہر ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ مسلمان کی تکفیر میں بہت سخت وعید وارد ہوئی ہے تو جو کافر نہیں (انکے نزدیک) اسے آپ کافر کہہ سکتے ہیں۔
(اکفار الملحدین ص۴۰)

جن مفتیان یا مولویوں نے پیر طریقت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی کے خلاف کفر یا فتویٰ دیا ہے یا مولوی چترالی کی اس مسئلہ میں تائید کی ہے۔ اس صورت میں ان تمام پر کفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ کسی مومن مسلمان متبع شریعت مطہرہ کو بغیر شرعی وجہ کے کافر کہہ دینا خود کو کافر بنانا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ عبارات سے روز روشن کی طرح ہم نے عیاں کر دیا ہے۔ اس باطل فتویٰ کی اہل اسلام اور اہل ایمان کے نزدیک قرآن و سنت کی روشنی میں کوئی وقعت نہیں لہذا اہل باطل کا فتویٰ باطل ہے۔ جس طرح اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ لوگ باطل سیرت ہیں۔ ایسے ہی ان کا فتویٰ بھی بطلان پر مبنی ہے۔ اس بنا پر اگر کسی میں ایمان کی رتی تھی تو حضرت کے خلاف فتویٰ دے کر اسے بھی ضائع کر دیا۔

پیرِ طریقت مجددِ عصر حاضر قبلہ اخندزادہ سیف الرحمٰن المعروف
پیر ارچی خراسانی پر

تاثرات علماء ومشائخ اہلسنت وجماعت

ترتیب

صاحبزادہ حافظ عرفان اللہ شاہ حنفی سیفی

ناشر

دار العلوم جامعہ جیلانیہ رضویہ نادر آباد بیدیاں روڈ
لاہور کینٹ فون ۵۷۲۱۶۰۹

تائید کنندگان

استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ مفتی صاحبزادہ
محمد نور المجتبیٰ صاحب صدر مدرس دار العلوم
دار الاسلام خانقاہ ڈوگراں

الجواب صحیح والمجیب مصیبؒ

حضرت قبلہ اخوندزادہ مبارک دامت برکاتہم عالیہ اپنی تقریر و تحریر اور تعلیمات کی رو سے اکابر اسلام اور اسلاف کے صحیح معنوں میں وارث ہیں۔ آپکی تعلیمات اور آپ کے نظریات میں کوئی چیز نہیں جو اہل سنت کے عقائد و نظریات کے منافی ہو۔ بلکہ حضرت صحیح معنوں میں اکابر و اسلاف دین و ملت کے امین اور وارث ہیں۔ معاندین و مخالفین کچھ ناپاک عزائم حاصل کرنے کی خاطر مسلمانوں میں انتشار و افتراق کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اہل اسلام نے حق کی ہمیشہ حفاظت کی ہے۔ اب بھی ان کے دام فریب میں نہیں آئیں گے۔ حضرت اور ان کے تبعین حق پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جہلا کے شر سے محفوظ فرمائے۔

آمین ثم آمین

۹۰-۸-۸

استاذ العلماء شیخ القرآن جامع معقول و منقول مفتی علامہ
محمد مقصود احمد چشتی مدظلہ العالی
خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

ان افراد کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں میں نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ حضرت صاحب واقعی ایک روحانی شخصیت ہیں جن کی صرف ایک نگاہ سے ایسے بدقماش لوگوں کی سیرت سیئہ حسنہ میں تبدیل ہو گئی حالانکہ ایسے لوگوں کو اس وقت صحبت میسر نہیں آئی تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

آج کل بعض حضرات اپنی کم علمی یا تعصب کی بنا پر ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جو کہ سراسر انصاف کے منافی ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ مخالفت ترک کر کے ایسے نیک لوگوں کی دعاؤں کو حاصل کرنے میں بھرپور کوشش کریں۔

وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

محمد مقصود احمد
خطیب جامع مسجد داتا دربار
لاہور۔ پاکستان
30/6/94

علامہ محمد مقصود احمد
خطیب جامع مسجد
داتا دربار لاہور

حضرت علامہ استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر مفتی ابوالفیض محمد عبدالکریم صاحب خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

ناچیز حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ چند ملاقاتوں میں حاصل شدہ معلومات کی روشنی میں حضرت علامہ مولانا مقصود احمد صاحب مدظلہ العالی کی مذکورہ تحریر کے ساتھ لفظ بلفظ متفق ہوں اور اس کی تصدیق وتائید کرتا ہوں۔ واللہ الموفق
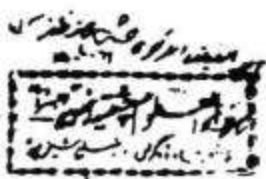
استاذ العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی

ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

آپ کے بارے میں جو الزامات عائد کیے گئے ہیں وہ مبنی برحقائق نہیں ہیں اور جن کی تردید حضرت قبلہ پیر صاحب مدظلہ العالی اپنے طبع شدہ انٹرویو میں کرچکے ہیں۔ روزنامہ خبریں اسلام آباد ۱۹ رجون ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا ہے۔

حضرت علامہ صاحبزادہ غلام مرتضیٰ شازی

مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء القرآن شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اما بعد ؛

مخدوم السالکین حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مدظلہ العالی وہ نابغہ عصر شخصیت ہیں جنہیں دیکھ کر اسلاف کا دور یاد آجاتا ہے موصوف سالکین کے سرخیل ہیں، پیر صاحب سے میری کافی نشستیں رہیں، ہر مجلس میں محبت الٰہی ذکر الٰہی کے جلوے بکھرتے جنہیں متلاشیان سمیٹ لیتے۔ قبلہ والد گرامی سے ایک علمی نشست کے دوران میں بھی حاضر تھا کہ علم کی برکھا برس گئی جو تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔ اطمینان قلب کی وہ دولت جو حکمت فلسفہ و کلام کی کتابوں کے انبارسے تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملتی وہ جو قبلہ والد گرامی اور پیر صاحب کی چند لمحات کی صحبت میں حاصل ہو گئی۔
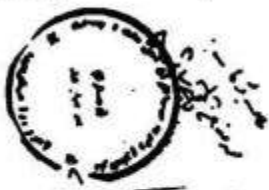
حضرت علامہ مولانا دوست محمد نقشبندی

مہتمم جامعہ محمدیہ فیض القرآن لاہور

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم اما بعد پیر طریقت رہبر شریعت اخند زادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کی زیارت ہوئی تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق

اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ جس کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔ یہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پر صادق آتا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا، عین سنّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح ولیوں اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا محمد منوّر چشتی صابری رائے ونڈ ضلع لاہور

ناچیز کو صاحب المجد والجاہ عاشق خیر الوریٰ حامی سنّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صوفی باصفا فاضل جلیل عالم نبیل استاذ العلماء والفضلاء محسن اہل سنّت حضرت مولانا پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کا شرف دیدار نصیب ہوا اور چند لمحات ملاقات کے لیے میسّر آئے۔ ایک ہی نظر نے دل کے تار تار میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ خدا یاد آگیا۔ مصطفےٰ محبوبِ خدا یاد آگئے اور یہ دنیوی زندگی ایک قید خانہ نظر آنے لگی۔ دل پکار اٹھا کہ یہی لوگ زندہ ہیں اور یہی لوگ جنّت کے وارث ہیں۔ یہی لوگ متقی اور مومن ہیں۔ ایک نظر سے ایسی مے پلاتے ہیں کہ ذرے آفتاب بن جاتے ہیں۔ گدڑیے راہنما بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ ہم لوگوں کو قیامت کے دن بھی ان کا ساتھ نصیب ہو۔ آمین۔

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مفتی غلام فرید صاحب رضوی سعیدی ہزاروی ثم السیفی گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت واقف رموز حقیقت مجدد العصر قیوم زماں حجۃ الخلف بقیۃ السلف مجمع البحرین جامع المنقول اس دور میں علم وعمل شریعت و طریقت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ انہی جیسی ہستیوں کے بارے وارد ہے کہ اولئک ھم القوم لا یشقی جلیسھم اور من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب فرمان عالی شان کے مورد بھی یہی ہے۔ آج کے دور میں ان جیسا نہ عالم با عمل ملتا ہے اور نہ ان جیسا مرشد کامل ومکمل میسر آسکتا ہے۔ مگر اہل حق کے خلاف ہر دور میں دشمنوں، حاسدوں، کینہ پروروں نے مخالفانہ پروپیگنڈہ کیا ہے۔ ہدایۃ السالکین میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو کفر یا فسق یا ضلالت کہا جا سکے۔ خدا تعالیٰ ان معاندین و حاسدین کو ہدایت عطا فرمائے اور حق گوئی کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے کلام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ لوگ گمراہی سے بچ سکیں۔ الخ

استاذ العلماء علامہ محمد شریف ہزاروی صاحب گوجرانوالہ

امابعد زبدۃ العارفین قدوۃ الصالحین فردوس الراسخین بقیۃ السلف حجۃ الخلف پیر طریقت رہبر شریعت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت مولانا سیف الرحمن نقشبندی مجددی سے ملاقات وشرف زیارت تو ابھی تک نصیب نہیں مگر آپکی خدا داد

تخصیت کی شہرت علمی وعملی فیضان کہ ہر جا رسیدہ است کے مطابق بندہ بھی کچھ متعارف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اس سلسلہ کے شیخ الکل فی الکل ہیں۔ آپ کی بعض عبارات پر بعض کو اعتراضات ہیں جو کہ بے محل اور بغض وعناد و تعصب فی سلسلۂ العربیہ پر مبنی ہیں۔ حضرت گرامی علم ظاہری و باطنی میں مرج البحرین یلتقیان کا مصداق ہیں۔ زمانہ قریب کی عدیم المثل ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام رسول رضوی صاحب فیصل آباد

میں نے سنی علماء کے تاثرات مشاہدہ کیے ہیں۔ ان کی نفس الامریت قابل تحسین ہے۔ اگر آپ کے ذریعہ عوام کی اصلاح ہو جائے تو یہی مخ تبلیغ ہے وکان سعیکم مشکورا۔

استاد العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد بشیر الدین سیالوی گجرات

حضرت پیر صاحب علم وآگہی کی جن بلندیوں پر خیمہ زن ہیں وہاں ہر ایک کا پہنچنا ناممکن ومحال ہے۔ روحانی کشش اور جاذبیت ہے۔ غضب کی مستی ہے اور مست وبیخود کرنے کی صلاحیت ہے۔ مختصر بندہ کو مولیٰ تک پہنچانے کی سعی بلیغ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو عام فرمائے۔

فاضل جلیل حضرت علامہ صاحبزادہ محمد نور المجتبیٰ چشتی بانی تنظیم العلماء و

صدر مدرس دار العلوم جامعہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

موجودہ دور میں نابغہ روزگار شخصیات میں شیخ الشیوخ جامع شریعت و طریقت جامع معقول و منقول حضرت اخندزادہ مبارک قبلہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ فقیر نے آپ کی کئی کرامات کا مشاہدہ کیا جو آپ کی روحانی صلاحیتوں پر دال ہیں، آپ کا تبحر علمی ہر ایک کے لیے مسلمہ ہے۔ شریعت کے عالم باکمال طریقت کے شہسوار حقیقت و معرفت میں نامدار ہے۔ آپ کو علوم نقلیہ و عقلیہ پر کامل دسترس حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے ملحدین لرزہ بہ اندام ہو کر حضرت کے خلاف سازشوں میں مصروف عمل ہیں۔ حضرت کی استقامت فی الدین نور علمی و روحانی مقام اس قدر بلند بالا ہے کہ کسی کے لیے انگشت نمائی کی گنجائش نہیں۔ کاش کہ غلط فہمی کا شکار ہونے والے حضرت سے بالمشافہ شرف زیارت حاصل کر کے آپ کے علمی و عملی و روحانی کمالات کو اطمینان قلبی کا ذریعہ بنائیں۔

حضرت علامہ مفتی احمد الدین توگیروی باغبانپورہ لاہور

ملخصاً چنانچہ آپ کی تبلیغ سے سینکڑوں غیر مسلم مسلمان ہو چکے ہیں، ہزاروں بدمذہب مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کے پیروکار اور لاکھوں مسلمان متبع سنت بن چکے ہیں۔ جن کا مشاہدہ ان کے خلفا اور مریدین سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ اسوقت آپ علماء ربانیین اور علماء کاملین سابقین کی جیتی جاگتی عملی تصویر ہیں۔ اللہ تعالے ہمیں

حق گوئی اور حق والوں کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

استاذ العلماء، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج فتح محمد باروزئی نقشبندی

ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث جامعہ فیض العلوم نقشبندی سبی بلوچستان

الحمد لولیہ والسلام علی نبیہ والہ واصحابہ اجمعین

کسی استاد کی قابلیت کا اندازہ اس کے شاگردوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اسی مرشد کامل کی عظمت و ولایت اور مقبولیت کا اعتراف اس کے خلفاء و مریدین کے کردار کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔ (راقم الحروف) نے حضرت غوث زماں قطب دوراں کو شریعت و طریقت معرفت اور حقیقت کا جامع پایا۔ جن کی ولایت کی نورانی قندیل سے ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والے لاکھوں انسانوں نے رشد و ہدایت کی شمع حاصل کی۔ مگر افسوس ان برائے نام سنی کہلانے والے علماء نافرجام پر کہ طریقت، شریعت، حقیقت و معرفت کے اس خواجہ بحر ذخار سے روحانی استفادہ کرنے اور اپنے قلب مردہ کو زندہ کرنے کی بجائے ان کا ظاہری علم ان کے لیے حجاب اکبر بن گیا۔ اور غوث زماں مجدد اعظم دوراں کی مخالفت کرکے جماعت اہل سنت کو ہی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ سچ ہے کہ

ہر کہ را روئے بہ بہبود نہ بود

دیدن روئے نبی سود نبود

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فقراء کی محبت اور اس پر استقامت عطا

فرمائے۔ آمین ثم آمین

قارئین آپ نے غور کیا کہ کتنی جامع شخصیات کے یہ تاثرات ہیں۔ جن کے نزدیک حضرت قبلہ پیر صاحب کی شخصیت بالکل بے غبار، شفاف اور واضح ہو رہی ہے۔ اب اگرچند لوگ مخالفت بھی کریں تو اہل حق ان کے جال میں کسی طرح نہیں آ سکتے۔ اور یہ رشد و ہدایت کا چراغ ایسا روشن ہے اور روشن رہے گا کہ جسے اپنی پھونکوں سے بجھانے والے ہرگز نہیں بجھا سکتے۔

حضرت مولانا محمد باغ علی رضوی فاضل زینۃ المساجد
مہتمم جامعہ شیخ الحدیث مناظر اسلام گلشن کالونی فیصل آباد

حضرت علامہ پیر طریقت مولانا پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ کے بارے علماء و مشائخ بالخصوص استاد مکرم مولانا غلام رسول رضوی صاحب دامت برکاتہم کے تاثرات دیکھے۔ اور پھر پیر صاحب نے حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر کے فرمایا کہ مجھے امام احمد رضا کے فتاوی جات سے اتفاق ہے۔ کیونکہ امام احمد رضا عاشق رسول اور اللہ کے ولی ہیں۔ اس کے علاوہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ [illegible] سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین کا تابع ہے۔ ہدایۃ السالکین (۲۸۲) اصول [illegible] میں امام ابو منصور [illegible] کا تابع اور امام

اعظم ابوحنیفہ کا مقلد ہوں۔ تصوف وطریقت میں حضرت بہاؤالدین شاہ نقشبند امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما حضرت غوث اعظم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا تابع اور بالواسطہ انہی حضرات کا مرید ہوں۔ لہذا ایسے عقائد رکھنے والی شخصیت کے بارے میں دیوبندیت کا فتویٰ لگانا انصاف کے خلاف ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ ہمارے سر کے تاج ہیں۔ اور اہل سنت وجماعت کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگان دین کے ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

[illegible]

حضرت علامہ مفتی محمد جمیل رضوی

ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ اکرم العلوم نبی چوک شیخوپورہ

میں نے آپ کی زیارت کی ہے آپ پابند شریعت ہیں۔ احقر کے نزدیک کوئی ایسی عبارت نہیں جس کو بنیاد بنا کر پیر صاحب موصوف پر طعن کیا جائے۔ لہذا پیر صاحب ہمارے پیشوا اور راہنما ہیں، آپ بہت بڑے فقیہ محدث، مفسر اور مدرس ہیں اور جو لوگ حضرت پیر صاحب پر انگشت زنی کرتے ہیں ان کی کم علمی کی وجہ سے ہے۔

محدّث اعظم پاکستان کی علمی تصویر شیخ القرآن حضرت علامہ مفتی سید عمر دراز شاہ مشہدی صاحب

مہتمم دارالعلوم فیضان صوفیہ کراچی

میں جب آپ کے دیدار پرانور سے مستفیض ہوا تو شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان اشعار کی آمد ہونے لگی ۔

گر ترا عقل است بادانش قرین
باش درویش و بدر درویشاں نشین

ترجمہ : اگر تجھ کو عقل و تمیز ہے تو درویش بن اور درویشوں کے ساتھ بیٹھ ۔

ہم نشینی جز بہ درویشاں مکن
تا توانی غیبت ایشاں مکن

ترجمہ : سوائے درویشوں کے کسی کے پاس مت بیٹھ ۔ جب تک تجھ سے ہو سکے ان سے دور نہ رہ ۔

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

ترجمہ: درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے۔ اوران کا دشمن لعنت کا حقدار ہے۔

الغرض میں نے حضرت مبارک کو جنگل میں منگل بناتے ہوئے دیکھا کہ دنیا آتی ہے اور فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر واپس جاتی ہے۔ قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین امام الاولیا، سلطان المجذوبین مجدد مائتہ حاضرہ جامع علم ظاہر و باطن شیخ الکل اخندزادہ مبارک خواجہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی مدظلہ العالی و دامت فیوضہ و برکاتہ علینا کی شخصیت کسی تعارف و تشخص کی محتاج نہیں۔ آپ اس وقت ایک بین الاقوامی شخصیت ہیں۔ آج دنیا کے کونے کونے میں آپ کے خلفاء و مریدین موجود ہیں جو شب و روز مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں شریعت مطہرہ اور طریقت بیضا کی تربیت و اشاعت میں کوئی آپ کے مماثل نہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کے خلاف انگشت نمائی کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ مگر پھر بھی بعض ازلی بدبخت اور عادی مجرم آپ کے سلسلے کے خلاف اور ذات گرامی کے خلاف دریدہ دہانی میں مصروف ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر زمانے میں ہر نبی ہر ولی کے خلاف شیاطین انس و جن نے سر اٹھایا اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے ہیں۔

میری تمام سنی بھائیوں سے التماس ہے کہ آپ مبارک صاحب کے خلاف لکھنے والوں کی باتوں میں نہ آئیں۔ یہ تمام الزامات جھوٹے ہیں صرف ذاتی عناد کی وجہ سے لگائے گئے ہیں۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب اگر کوئی شخص آسمان علم و ولایت کے سورج کی روشنی اور اس کی ضیا رپاشیوں کو نہ دیکھ سکے تو اس میں حضرت مبارک کا کیا قصور ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ: اگر دن کو چمگادڑ سورج کو نہ دیکھ سکے تو اس میں سورج کا کیا گناہ۔

اگرچند معاندین یہ چاہیں کہ آپ کا سلسلہ ختم ہوجائے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اولیاء کرام اور مجددین دین وملت کا خدا خود حامی ہوتا ہے۔

عمدۃ الفضلاء فاتح نجدیت مولانا مفتی سید محمد وسایا صاحب آف کراچی

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین

اگرچہ بندہ حضرت پیر طریقت عالم باعمل پیر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ پیرارچی خراسانی کی زیارت سے فیضیاب نہیں ہوا مگر کسی پیر کامل کا پتہ اس کے مریدوں سے چلتا ہے۔ میں نے آپ کے مریدوں کو راسخ العقیدہ سنی اور متقی پرہیزگار شریعت کا پابند پایا۔ افسوس کہ علماء کرام تھوڑے سے اختلاف سے ایک دوسرے کے خلاف سخت نازیبا زبان استعمال کرتے ہیں۔ میری دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو یکجا فرمائے اور علماء اہل سنت کے اختلاف کو دور فرمائے۔

حضرت علامہ صاحبزادہ مقصود احمد سعید شرقپوری

مخدوم السالکین عزت ماب حضرت پیر اخند زادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کے متعلق مجھ ناچیز میں کہاں اتنی جسارت ہے کہ کچھ کہوں بس رب ذوالجلال کے قول کے مطابق وتعز من تشا کے آپ مصداق ہیں۔ جہاں رب تعالیٰ نے آپ کو ظاہری علم سے نوازا ہے بالکل اسی طرح اللہ جل شانہٗ انہیں بے پناہ باطنی عرفان عطا کر رکھا ہے۔ اور اس چشمۂ نور سے آج تک لاکھوں انسان جو بے راہ رو ہو چکے تھے۔ وہ ظلمات سے انوار و تجلیات میں آ گئے۔ اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے گنہگار شخص کو ایسے مقبول بارگاہ الٰہی بندے سے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور آپ کی زیارت سے خدا یاد آ گیا اور ایسی روحانی شخصیت کا دامن تھامے رکھنا ہی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل ہے اور خصوصاً آج کے تیز دور میں ایسی شخصیات کے متعلق غلط قسم کی آراء قائم کر لی جاتی ہیں۔ اور کم علمی کی وجہ سے تعصب پھیلایا جاتا ہے۔ اس سے بچنا لازمی ہے۔

[illegible]

استاذ الحفاظ والقراء قاری غلام جیلانی صاحب

نقشبندی خادم آستانہ عالیہ للہ شریف جہلم

مجدد عصر حاضر حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن المبارک المعروف پیرارچی خراسانی سے عرصہ پانچ سال سے تعارف ہے۔ پانچ سال میں دو مرتبہ زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جب زیارت ہوئی تو ایسا لگا جیسے فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا

ہوں۔ ہر طرف نور ہی نور نظر آتا ہے۔ بندہ ناچیز ان کا مرید نہ ہونے کے باوجود ان کو اللہ کا ولی کامل مانتا ہے۔

پیر طریقت سید عمیر علی شاہ زنجانی لاہور

الحمد للہ الذی جذ قلوب العارفین الی جنابہ واحرق صدور العاشقین اما بعد الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

بعض لوگ تعصب وعناد کی وجہ سے اس دور کے عظیم شیخ اور کامل ومکمل ولی مجدد ملت تصویر خلف حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مدظلہ العالی کیخلاف پروپیگنڈا کر کے اپنی آخرت کو برباد کر رہے ہیں۔ جو لوگ قبلہ پیر صاحب کی مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ پیر صاحب العلماء العاملون سے ہیں یعنی باعمل علماء سے تو ایسے لوگوں کا انکار کفر صریح ہے۔

حضرت صاحبزادہ حافظ عرفان اللہ محمدیہ غوثیہ داتا نگر لاہور

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت قیوم زماں غوث دوراں مجدد عصر حاضر اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی ذات بابرکت دین اسلام کی حقانیت اور صداقت کی ایک برہان قاطع ہے۔ جس دین کے آپ پیروکار ہیں وہ بلاشبہ دین سچا ہے۔ آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور علمی وعملی غلبہ نے مخالفین کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ آپ ایسی روحانی شخصیت ہیں جن کی صرف ایک نگاہ سے بدمعاش لوگوں کی بدترین زندگی

سیرت حسنہ میں بدل جاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کامل لوگوں کو سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

حضرت مولانا قاری صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی لاہور

پیر طریقت۔ مجدد عصر حضرت علامہ اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک آپ ملت اسلامیہ کے بطل جلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

جناب پروفیسر حکیم مشتاق احمد حنفی گورنمنٹ کمرشل کالج دیپالپور

آپ بلاشبہ ظاہری و باطنی علوم کے استاد کامل ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ سلاسل اربعہ میں مریدین کی ترتیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے وجود مسعود کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے۔ تاکہ ہم جیسے خالی لوگ آپ سرکار سے فیض یاب ہوتے رہیں۔

جناب پروفیسر محمد نواز ڈوگر پنجاب یونیورسٹی لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

حضرت پیر طریقت اخند زادہ مبارک کا مسلک اہل سنت وجماعت اور فقہ حنفی کی ترویج کی کوشش اور آپ کی صحبت سے بدعقیدہ اور غیر مسلم لوگوں کا صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو کر سنت نبوی پر عمل پیرا ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ایک باکمال شیخ اور صوفی ہیں اور آپ نے سلسلہ تصوف کو ہی پوری مہم کا ذریعہ بنایا ہے۔ الخ

حضرت علامہ مفتی محمد انور صاحب ڈیرہ غازیخان

برصغیر پاک وہند وافغانستان میں یوں تو کئی جامع صفات شخصیات گزری ہیں مگر جیسی ہمہ صفت شخصیت، عظیم مبلغ، عظیم مفکر اور عظیم محدث اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اخند زادہ پیر مولانا سیف الرحمٰن مبارک کو پیدا فرمایا۔ آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ بعض لوگ بغض وعناد وحسد کی بنا پر آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میری دعوت تمام مسلمانوں کو یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت کی زیارت کریں۔ اور مجھے امید ہے کہ فقط زیارت سے ہی کئی شبہات دور ہو جائیں گے۔

مولانا مفتی محمد ابراہیم (مردان)

پیر محمد چترالی بزرگان دین اور علماء اُمت کا منکر سُنت کا مذاق اڑانے والا، سُنت رسُول سے کھیلنے والا توہین سنت کی وجہ سے یہ شخص بیشک کافر ہو چکا ہے حکومتِ وقت پر لازم ہے کہ ایسے شرپسند شخص کو ملک بدر کیا جائے۔

مولانا حافظ محمد آصف جیندرا کلاں

اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی جیسی شخصیت دنیا میں بہت کم پیدا فرمائی ہیں۔ جو ہر لحاظ سے جامعیت اور کاملیت کا درجہ رکھتی ہیں آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل مظہر ہیں، جو شخص بھی ایک مرتبہ آپ سے شرف ملاقات کرتا ہے۔ وہ آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

جناب مہتمم صاحب جامعہ سیفیہ رحمانیہ ضلع گجرات

یہ حضرت روحانی ترقی کے لیے رہبانیت کو نہیں بلکہ اتباع شریعت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ کچھ پیر حضرات جو دین اسلام کو بدنام کر کے فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں اور سرکار اخندزادہ مبارک کی مخالفتوں کا جال بچھانے میں کوشاں ہیں۔ انہیں نہیں بھولنا چاہیے کہ من عادلی ولیًا فقد اذنتہ بالحرب کے مصداق بن کر اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ کیا اسی طرح ان کے رگ و پے میں بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ کیا وہ بھی ظاہری اور باطنی علوم سے مالا مال ہیں؟ اتباع سنت کا کس درجہ اہتمام کرتے ہیں؟ مشتبہ کھانے سے کس درجہ گریز کرتے ہیں؟ غیر شرعی امور کے ارتکاب سے بچنے کے لیے کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ اگر ان تمام باتوں کا موازنہ کر لیا جائے تو یقیناً سرکار اخندزادہ مبارک قدس سرہٗ کو نگاہ تنقید کی بجائے تقلید سے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ نگاہ کا فتور ختم ہوتے ہی انشاء اللہ آپ کی ذات

مبارک شفاف آئینے کی مانند نظر آئے گی۔ الحمد للہ حضرت کا فیضان گھر گھر پہنچ رہا ہے اور پہنچتا رہے گا۔ آپ کا وجود مسعود بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو مقربین کی غلامی عطا فرمائے اور ان کی پہچان کے لیے نظر بینا سے بھی نوازے۔ آمین

حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن والسنہ تمکمنڈی پشاور

میں مندرجہ بالا اعلان عام کے مضمون پر متفق ہوں اور مولانا عثمان تاروجبہ کے کے مضمون سے میرا کوئی تعلق نہیں اور نہ میں نے اس پر دستخط کی ہے۔

پیر طریقت پیر رحمت کریم صاحب

میں مندرجہ بالا مضمون کے تصدیق سے علاوہ اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے مولانا عثمان تاروجبہ والے کو نہ دستخط کاغذ پر کیا اور نہ اس کے کاغذ پر مہر ثبت کیا ہے۔

حضرت علامہ صاحبزادہ ساجد محمود چشتی گولڑوی
ڈھوک چشمہ شریف اٹک

حضرت علامہ پیر طریقت رہبر شریعت اخند زادہ سیف الرحمٰن مدظلہٗ داتا صاحب کے عرس کے موقع پر لاہور تشریف لائے تو زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مبارک صاحب کو زادہٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ کا مصداق پایا۔

ترجمان اہلسنت حضرت علامہ مولانا قاری محمد عبدالرشید نعیمی سیالوی
صدر جمعیت اہل سنت پاکستان

پیر طریقت حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن مبارک مدظلہٗ طریقت میں اپنی شان آپ ہی ہیں۔ آپ کی زیارت سے اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ آپ وہ شخصیت ہیں کہ جس کے لیے حضور کی حدیث عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب کے مصداق ہیں۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد فرید صاحب
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ والحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد پس نہ میں نے اخند زادہ سیف الرحمٰن کو واجب القتل کہا ہے اور نہ وہ واجب القتل

ہیں۔ کسی کو اجازت نہیں کہ میری طرف یہ نسبت کرے۔

پیر طریقت صوفی ظہور احمد سیفی ضلع راولپنڈی تحصیل مری

پیر طریقت سیدی اخند زادہ مبارک شریعت و طریقت کا بحر بے کنار ہیں۔ انکی مخالفت کرنے والوں نے دنیا تو کیا آخرت کو بھی برباد کر لیا ہے۔ کاش وہ آپ کے دربار اقدس پر حاضری دے کر آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے مگر بے ادب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

مزید علماء کرام کی تصدیقات کے لیے کتاب اظہار الحقیقۃ کا مطالعہ کریں جس میں ہزاروں علماء کرام و مشائخ اہلسنت وجماعت کی تصدیقات موجود ہیں۔

اظہارِ خیال

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ صوفی گلزار احمد سیفی مبارک
خطیب جامع مسجد نورانی مجددی بابا فرید کالونی چونگی امر سدھو لاہور

بندہ ناچیز کے مقدر کا ستارہ طلوع ہوا اور خبر ملی کہ پشاور میں ایک بہت بڑے ولی کامل تشریف رکھتے ہیں، جن کا اسم گرامی حضرت قبلہ اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ ہے۔ جونہی یہ خوشخبری سنی تو سرکار کی زیارت کا بڑی شدت سے شوق پیدا ہوا، اور بڑی بے تابی کے ساتھ عالی جناب کی زیارت کا منتظر رہا۔ آخر اس شدت محبت کو بارگاہ رب العزت میں مقبولیت ہوئی اور عالی سرکار کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

جب آستانہ عالیہ سیفیہ منڈکیس پشاور شریف میں پہنچا، دیکھا کہ بچے سے لے کر بوڑھے تک تمام سنت مصطفےٰ کے پیکر ہیں۔ بہت حیرت ہوئی سرکار کے غلام سنت مصطفےٰ کے اس قدر پیکر ہیں تو مرشد کامل کا عالم کیا ہو گا۔ کچھ انتظار کے بعد دیکھتا ہوں کہ ایک سوہنی نورانی صورت والی شخصیت جلوہ گر ہو رہی ہے۔ جو سر سے لے کر پاؤں تک مدنی تاجدار کی سنت میں ملبوس ہیں اور چہرے مبارک پر اللہ تعالیٰ کے نور کے جلوے رونما ہو رہے ہیں اور اس نورانی صورت کو دیکھتے ہی میرے دل کی دنیا بدل گئی عالی

جناب کے تشریف لاتے ہی غلاموں کی کیفیت بدل گئی۔ ہر غلام پر ایک عجیب عشق و محبت کا جلوہ رونما ہو رہا تھا۔ دل میں سرکار کی بیعت کا اشتیاق پیدا ہوا، اور بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

سرکار نے ناچیز کو بیعت فرمانے کے بعد ناچیز بندہ کے دل پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی مبارک رکھی اور اللہ، اللہ، اللہ تین دفعہ فرما کر پھر ذکر ہو کی بڑی جلالیت سے توجہ فرمائی کہ دل کی کیفیت بدل گئی۔

بیعت کرنے کے بعد واپس گھر آتا ہوں تو اپنے آپ کو دنیا سے بے رغبت پاتا ہوں اور دل میں محبت الٰہی اور عشق مصطفےٰ کے عجب اور شدید جذبات محسوس کرتا ہوں۔ اور اپنے دل کو ہر وقت ذکر الٰہی میں پاتا ہوں۔ کبھی کبھی ذکر الٰہی کی شدت سے جسم پر وجدانی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ حیران ہوں کہ قبلہ پیر صاحب کی ناچیز کے دل پر انگلی رکھنے کے بعد دل کی دنیا بدل گئی۔

امیر تحریک مشائخ اہلسنت شیخ العلماء

حضرت میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی (مدظلہ العالی)

زیب آستانہ عالیہ سیفیہ محمدیہ راوی ریان شریف لاہور

آج کے اس پُر آشوب دور میں جب انسان مادیت کا شکار ہے۔ لادینی نظریات کی بھرمار نے انسانی ذہنوں کو مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے اور انگریزی تہذیب و تمدن نے اسلامی تہذیب و تمدن کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ اور مسلمانوں کی بصیرت اور بصارت دونوں کو اس قدر ماؤف کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اللہ والوں کی باتیں سننے کا نہ شوق باقی رہا ہے اور نہ عمل کرنے کا جذبہ فکر ....

ایسے حالات میں وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ شخصیات کی تالیفات و تصنیفات کو بغور مطالعہ کریں جو کہ انسان کی روحانی تسکین کا سبب ہیں۔ ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں۔

حضرت مرشدی نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے اپنی تالیفات کے علاوہ زندہ کتابوں کی قطاریں لگا دی ہیں۔ جس طرف بھی نظر کیمیا سے دیکھا تصوف و عرفان کے موتی بکھرتے گئے۔

آپ کے مرشد گرامی قدر حضرت قیوم زمان مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ کا وہ جملہ پورا ہوا کہ اے اخندزادہ سیف الرحمٰن تو جس سمت بھی توجہ کرے گا اس سمت کو گلِ گلزار کرتا جائے گا۔

یعنی سمتیں تیرے فیض و کمال کی وجہ سے سیراب ہوتی جائیں گی اور انسانوں کو انسان اور بندوں کو تو بندہ حقیقی بناتا جائیگا۔

سرکار مبارک نے اپنی خانقاہ میں بیٹھ کر تلقین و توجہ سے سالکین کے سینوں کو اس طرح گرمایا کہ اس سے ایک انقلاب برپا ہوا۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

مَیں جب اپنے حالات کو دیکھتا ہوں تو میری نظر فوراً اخندزادہ مبارکؒ کے کمالات کی طرف جاتی ہے۔ کئی دفعہ اتفاق ہوا، دوستوں نے کہا کہ اپنے مرشد کی کرامت سناؤ تو میں دوستوں کو کہتا ہوں کہ مَیں خود اپنے مرشد کی بڑی کرامت ہوں۔

ایک وقت میں نے عرض کیا کہ جب سرکار نے مجھے دربار داتا صاحبؒ محفل کرنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کی کہ وہاں تو علماء بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں تو سرکار مبارکؒ نے فرمایا یہ تقریریں کرنے والے تجھ سے آکر فیض حاصل کریں گے۔ آج سینکڑوں کی تعداد میں ان علماء کی قطاریں اپنے آستانے پر دیکھتا ہوں تو مرشد گرامی کے وہ جملے بار بار یاد آتے ہیں، اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تیرے دیگر پنجاب کے خلفاء کی نسبت زیادہ مرید ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج پاکستان کے علاوہ پوری دنیا کے کئی ممالک میں عاجز کے مریدوں کے حلقے ذکر ہو رہے ہیں۔ اور فقیر کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے۔ کہ جو نعمت مرشد کریم نے اس ناچیز کو عطا کی ہے اس سے دنیا کا ہر انسان فائدہ حاصل کرے۔ اور مرشد کریم کی اس نعمتِ عظمیٰ کو پھیلانے کے لیے فقیر شب و روز کوشاں ہے۔

جو بھی ایک دفعہ آستانے پر حاضر ہوتا ہے وہ اس نعمت کو حاصل کیے بغیر واپس نہیں لوٹتا۔ کئی چور، ڈاکو، شرابی، زانی، فلم سٹار، اور بدقماش مرشد کریم کے دیئے ہوئے کمال کی برکت سے آج وہ صاحبِ کمال بن کر عاشقین سالکین کے سینوں کو ذکر خدا سے گرما رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمین مؤمنین، سالکین کو اس سے پورا فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مُرشد کریم کی صحت و عمر میں برکت عطا فرمائے۔ "آمین"

خاکِ راہِ صاحب دلان میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی خادم آستانہ عالیہ
محمدیہ سیفیہ راوی ریان کالاشاہ کاکو لاہور

ایک ضروری وضاحت

حضرت سرکار اخندزادہ مبارک کی مسخ شدہ تصویر دیکھ کر دلی صدمہ ہوا۔ یہ مخالفین کی سازش کا نتیجہ ہے۔ کسی پروگرام میں سرکار مبارک کی تصویر بنائی گئی اور پھر چہرے پر سیاہی وغیرہ لگا کر اس کو بدزیب و مسخ کر کے ساتھ یہ تحریر کیا کہ (نعوذ باللہ) افغانی جادوگر کا اصلی چہرہ۔ اس مسخ شدہ تصویر کو دیکھ کر یہاں لاہور میں خلفاء مبارک کا اہم اجلاس ہوا۔ جس میں یہ بات سامنے آئی۔ کہ سرکار مبارک کی مسخ شدہ تصویر کو پورے پاکستان بلکہ افغانستان کے بعض علاقوں میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔ جس پر بعض احباب نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ سرکار مبارک کے مختلف پروگراموں کی تصاویر کو جمع کیا جائے اور اس کو پرنٹ کر کے احباب میں تقسیم کیا جائے اور جن علاقوں میں سرکار کے متعلق یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ ان کا چہرہ نعوذ باللہ ایسا بدزیب ہے اس لیے وہاں اصلی تصویر اشتباہ دور کرنے کے لیے دکھائی جائے۔ اور لوگوں کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔

الحمدللہ میرے شیخ کو اللہ تعالیٰ نے وہ حسن و نورانیت و تقویٰ عطا فرمایا ہے جس کا اندازہ تحریروں اور تصویروں سے نہیں ہو سکتا وہ تو بالمشافہ زیارت سے ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت سرکار مبارک کے مرشد گرامی قدر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حسن کے جلوؤں کو دیکھ کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ مرید اخندزادہ سیف الرحمٰن حسن میں اپنے زمانہ کا "یوسف" ہے اور اس کا حقیقی اندازہ زیارت سے ہی ہو سکتا ہے۔

اگرچہ ہمیں تصاویر چھاپنے کے بعد حضرت کی ناراضگی کا بھی ڈر ہے۔ مگر جھوٹوں کے جھوٹ کو آشکار کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ ان تصاویر کو چھاپنے کا مقصد اصل حقیقت سے آگاہ کرنا ہے جو کہ سرکار مبارک کے متعلق غلط پھیلائی گئی ہے۔

انشاءاللہ تصویر دیکھ کر خود بخود آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ یہ تصویر اللہ تعالیٰ کے ایک کامل ولی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

ظلم کی حد یہ ہے کہ حضرت مبارک صاحب نے زندگی میں داڑھی مبارک کبھی سنت سے کم نہیں کی مگر مخالفین نے جعلی تصویر میں سرکار مبارک کی داڑھی سنت سے کم دکھائی ہے۔

دوسرا سرکار مبارک نے عمامہ شریف ضرورت کے علاوہ کبھی نہیں اتارا مگر مخالفین نے تصویر میں مبارک صاحب کو بغیر عمامہ کے دیکھا کہ ایک غیر شرعی پیر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں فقیر اخند زادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی سالکین کمعموری بار
اپنے تمام مریدین جو صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، پنجاب، افغانستان
آزاد کشمیر وغیرہ میں رہتے ہیں کو اطلاع و اعلان و امر کرتا ہوں کہ 30 کتوبر
بروز پیر بمقام موچی دروازہ لاہور میں جو سنی کنونشن منعقد ہو رہا ہے
اس میں بہت سارے علماء و مشائخ و عوام اہلسنت وجماعت شرکت کررہے
چونکہ زندیق و بے دین وگمراہ فرقے لشکر طیبہ، غیر مقلد وہابی وہابی و
دیوبندی اور جو عقائد میں انکے معتقد ہیں وہ اپنی جعلی اکثریت کے ذریعے
دنیا کو دھوکہ و فریب دینا چاہتے ہیں۔ اس بناء پر میرے تمام مریدین
وخلفاء اس جلسے میں شرکت کرکے ان کافروں کی بھرپور مقابلہ و تردید کریں
اس دن کسی کے والد کے فوت ہونے کا عذر بھی قابل قبول نہ رہا اور اگر کوئی
مرید اس جلسہ میں شریک نہ ہوا تو اسکا تعلق پھر میرے سا تھ ختم ہوگا
کیونکہ ان کے سلوک میں غیرت اسلامی و غیرت ایمانی ضروری ہے
نوٹ: تمام سالکین و مریدین و معتقدین کو اس جلسے میں شمولیت کا
امر ہے۔

فقیر سیف الرحمٰن اخند زادہ پیرارچی خراسانی

فقیر سیف الرحمٰن
اخند زادہ پیرارچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

استاد العلماء حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی ایک درویش منش عالم اور نابغہ روزگار شخصیت تھے مرحوم تمام پاکستان کے علماء کرام کے استاد اور پیشوا تھے مرحوم نے دین اسلام اور مسلک اہلسنت والجماعت کے لئے عظیم خدمات کی ہیں ان کی حالات زندگی پر اگر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو ایسی ہستی صدیوں بعد ہی جلوہ افروز ہوتی ہیں مرحوم ایک تناور درخت کی مانند تھے جن کے شاگرد اس درخت کی شاخیں اور عوام الناس اس شجر کے ثمر سے انشاء اللہ تا قیامت مستفیض ہوتے رہیں گے مرحوم صاحب کے اوصاف لکھنے کیلئے یہ چھوٹا سا صفحہ کافی نہیں بلکہ اگر لکھنے بیٹھ جائیں تو صفحات کیا ہی بھرتے چلے جائیں گے آپ تھوڑی سی عمیق نظر کے ساتھ دیکھیں گے تو آپ کو واضح طور پر نظر آجائے گا کہ صاحب والا کے شاگردوں میں آپ کو ایسے ایسے علماء نظر آئیں گے جو کہ واقعی علماء اہلسنت والجماعت کے تاجداروں میں شمار ہوتے ہیں خداوند کریم نے موصوف عالم کو دونوں علموں سے نوازا تھا علم ظاہر میں تو نتیجہ آپ کے سامنے ہیں جبکہ علم باطن کو اہل نظر والے ہی دیکھتے ہیں واقعی مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ ہے ہم تہہ دل سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کے طلبگار ہیں۔

فقیر سیف الرحمٰن

اخندزادہ پیر ارچی

بحضور

شیخ المشائخ، پیر طریقت رہبر شریعت قائد جہاد افغانستان

اخندزادہ مبارک حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ العالی

المعروف پیرارچی

از علمائے اہل سنت وجماعت، لاہور ○ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضیلۃ الدعوۃ والارشاد

شیخ المشائخ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت اخوندزادہ مبارک حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ العالی
جناب فضیلت مآب خلیفۂ مطلق مرشدِ طریقت حضرت مولوی صاحب محمد شاہ رُوحانی، امیر مجاہدین
کندھا عضو حرکت انقلابی افغانستان۔
فضیلت مآب مجاہد راہ حق مولوی صاحب سید نور علی شاہ آف تاروجبہ پشاور۔
حضرت سید سادات، عالم ربانی سید جعفر پاچا صاحب حسینی۔
شیخ طریقت حضرت مولانا سید داؤ پاچا صاحب۔
سید الطاف حسین شاہ صاحب قلندر، الفلاح پریس، صدر پشاور
حضرت صاحبزادہ گرامی قدر مولانا محمد سعید حیدری
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اھلاً وسھلاً مرحبا

امروز علمائے اہل سُنت وجماعت، حنفی المذہب، لاہور و اساتذہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وطلباء ومنتظمین از قدوم میمنت لزوم شمایاں بسیار خوش بخت وشادمان ہستند وشکرگزار کہ مارا از زیارت خویش خوش وقت ساختید، رب کریم جل مجدہٗ سایہ ہمایونی بر سرہائے مسترشدین تا دیر سلامت دارد وخلق خدا و مارا از فیوض وبرکات شمایاں فیض یاب گرداند۔

مرشد طریقت:۔ اللہ تعالیٰ شمایاں را مرجع انام ساختہ است واز ذات شما چشمہ ہائے علوم ومعارف جاری کردہ است والا مسلمانان بلخ وبخارا بس باشندگان افغانستان وبعد ازاں ساکنان پاکستان بلکہ دیگر ممالک وبلاد از انفاس کریمانہ شما مستفیض ومستنیر گشتہ اند وسلسلۂ عالیہ نقشبندیہ قادریہ بہ برکت مساعی شما شیوع ورواج پذیرفتہ واز ذاتِ گرامی شما چناں گرمی وسرمستی وجذب در محافل ذکر وفکر سر بر زدہ کہ یاد اسلاف تازہ می کند ودلہائے مسترشدین، جذبہ محبت الٰہی ومحبت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتباع شریعت وحیات نو حاصل می نمایند، ادام اللہ تعالیٰ برکاتکم وافاض علینا من نسائم رحمتہ وانوار معرفتہ وسلک بنا سلوک المحبین المحبوبین۔

قائدِ جهادِ اسلامی!

مجاهدین افغانستان که زائد از عرصهٔ نُه سال علم جهاد برداشته اند و قربانی هائے بے مثال داده اند
بلاشک و ریب این جهادِ اسلامی است و معرکهٔ اسلام و کفر، واگر بر روئے زمین صحیح جهاد اسلامی یافته می شود
همین جهاد افغانستان است، و بعد از صحابهٔ کرام و ائمهٔ مجاهدین مثال این جهاد و استقامت معلوم نیست،
روح جهاد که در مجاهدین موجود است حصهٔ شما در وے فراوان است و ناقابل انکار، ما همیشه دست
بدعا بوده ایم که رب کریم جل شانه مجاهدین را فتح و ظفر ارزانی فرماید و بر روسیا و گماشتگان او از
ملحدین اشتراکیین غلبه و سطوت دهد و اکنون که از نصرت خداوند قدوس و برکت حبیب خدا صلی الله علیه وسلم
و شدت بطش و غلظت مقابلهٔ مجاهدین، روس از افغانستان رخت سفر می بندد دعاگو هستیم که الله تعالی
مجاهدین و مهاجرین را بحفاظت و سلامتی و عزت و وقار بوطن اصلی ایشان برد و در تنفیذ نظام اسلام و نظام
مصطفی حامی و مددگار ایشان باشد و ایشان را از شر دشمنان مصئون و محفوظ دارد۔ اللهم انصر
الاسلام والمسلمین و اعز الاسلام والمسلمین و اخذل الکفرة الفجرة من الیهود والنصاری والاشتراکیین
قبله گاهی! بحمد الله تعالی ما اهل سنت و جماعت، حنفی مسلمان هستیم و مسلک ما همان مسلک امام اهل سنت،
عاشق رسول امام احمد رضا بریلوی است که در متحده پاک و هند عالم جلیل از علمائے اهل سنت احناف
بود و بسختی کاربند بود بر مذهب حنفی و طرق اولیائے کرام رضی الله تعالی عنهم تا اینکه نام او علامت
مسلک اهل سنت قرار گرفت، و اجداد او از قبیلهٔ بڑیچ، قندهار، افغانستان بودند بعد از آن
نقل مکانی کرده بشهر بریلی سکونت ورزیدند، واگر بنظر انصاف دیده شود فرقے نیست درمیان عقائد
امام احمد رضا و علمائے اهل سنت افغانستان والحمد لله تعالی علی ذالک

دور آخر بار دیگر بر تشریف آوری شمایان در جامعه نظامیه رضویه، لاهور هدیهٔ سپاس و تشکر پیش
می کنم از جمله علمائے اهل سنت و جماعت، لاهور و از متعلقین جامعه نظامیه رضویه خصوصاً از جانب
ناظم اعلی جامعه نظامیه رضویه و ناظم اعلی تنظیم المدارس اهل سنت پاکستان آقائی محترم مفتی محمد عبد القیوم
قادری هزاروی مدظله

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته

محمد عبد الحکیم شرف قادری

۴ر شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ
۲۲ر مارچ ۱۹۸۸ء

اسمائے سپاس گزارندگان

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ، رضویہ - لاہور

حضرت مولانا مفتی عبداللطیف نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، رضویہ - لاہور

حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ، گلبرگ - لاہور

حضرت مولانا محمد عبدالکریم چشتی مہتمم جامعہ چشتیہ، خانقاہ ڈوگراں۔ ضلع شیخوپورہ

جناب حاجی محمد مقبول احمد ضیائی - رضا اکیڈمی - لاہور

حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری، خطیب جامع مسجد ظفریہ، مریدکے

حضرت مولانا محمد عابد حسین - لاہور

حضرت مولانا نور المجتبیٰ - خانقاہ ڈوگراں

مولانا حضرت محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مولانا حافظ عبدالستار سعیدی " " " " " "

مولانا عبدالمجید افغانی " " " " " "

مولانا سید غلام مصطفےٰ شاہ بخاری عقیل " " " " "

مولانا غلام نصیر الدین چشتی " " " " " "

مولانا شیخ فرید " " " " " "

مولانا محمد جمشید سعیدی ناظم پنجاب انجمن طلبۂ مدارس عربیہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ نجوم الھدیٰ والیقین، وعلیٰ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین:

امابعد گرامی القدر محترم مولوی صاحب عبدالحکیم السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محترما مرسولۂ مانج بررئیم مواصلت نمود شاباں کہ براحوال بعض مسترشدین اغراض نمودہ بودید درجواب شمایان چنین یادآوری شوم۔ بہ شما درورقۂ تان تحریر کردہ بودید: چند حضرات برآستانۂ سید الاولیا حضرات داتا گنج بخش قدس سرہ نشستہ تلمیذ۔ ذکری کنند وازایشان مختلف اوضاع و حرکات سرزدمی شود کہ درنظر عوام سبب انکار باشد مرطریقۂ عالیۂ نقشبندیہ را۔ مولوی صاحب محترم آن اشخاص کہ چنین عمل می نمایند اسماء شان رتذکرنہ نمودہ اید تا مفرطین از صادقین شناختہ می شد وھم آنکہ اختلاف اوضاع مجذوبان مانند اختلاف معجزات انبیائے کرام علیہم السلام است کہ یکی از دیگر مغایرت دارد واگر احوال این مجذوبان تماماً یکسان می شد پس خود آن تصنع می بود وھمچنان خلفاء این فقیر الحمد للہ دوہزار است ومریدین ومسترشدین درحدود یکصد ہزار نزاشت احوال وکیفیت جذب واضطراب کہ برای ہریک آنہا عارض می گردد یکی از دیگر متفاوت است پس ہرگاہ احوال وکیفیت کہ مایک دیگر مخالف است۔ پس اعتراض را بر آنہا راہ نمی باشد۔ وایضاً تحریر نمودہ بودید۔ کہ درنظر عوام سبب انکاری باشد مرطریقۂ عالیہ نقشبندیہ را۔ جناب مولوی صاحب ازین حالت جذب وبی اختیاری تماماً عوام حتیٰ خواص کہ علمائے مستفید انکار دارند ما وامیکہ ازین ساغر جرعۂ ننوشیدہ باشند چنانچہ فرمودہ است۔ قدر این می راندانی۔ بواللہ تانہ چشی۔ وعلاوہ ازان ہرعاملیکہ عمل نیک خویش برای رفع بدگوئی مردم ترک می کند آن عامل ریاکار است ہرعاملیکہ بر عمل نیک خود اصرار ومداومت میکند برای اینکہ ما مردم ہارا بہ نیکی یادآوری کند آن مشرک است۔ پس مولوی محترم اگر غرض رفع بدگوئی مردم مجذوبان را اسباب دیا کلمات ممانعت پیش کردہ شود این ریا خواہد بود وریا را نیز درین طریق مدخلی نیست۔ وایضاً شما درمکتوب تان یادآور شدہ بودید کہ بعض نوآموزان غرب تجاذب اختیار میکنند وبرای اظہار جذبہ بدستہا سینہ کوبی کنند۔ جناب مولوی صاحب خود عالم ہا تقید

اولاً ثبوت جذبه که در کتب شریعت مرقوم است مطالعه نموده باشید از الفاظ مکتوب تان معلوم می شود که شما جذبه را قائل هستید و آنرا تسلیم میکنید اما در تجاذب که به اختیار باشد ما اشتباه و یا انکار دارید. مولوی صاحب محترم اصل در تعریف اشیاء انقسام است تا از آن وضاحت کامل بدست آید پس تجاذب بر دو نوع است اول آنکه مقصد آن شخص از آن تجاذب خودنمائی باشد در حرمت آن شکی نیست دوم مقصد آن شخص تشبه با آن نیکان که حالت بذا را دارا هستند باشند ایضاً محمود است چنانچه در حدیقة الندیه شرح طریقة محمدیه طبع مکتبه نوریه رضویه (ص ۵۲۵ ج ۲) چنین مرقوم است.

ولا تنکران التواجد وهو تکلف الوجد واظهاره من غیر ان یکون له وجد حقیقة فیه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب (شرعاً قال) رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه الطبرانی الاوسط عن حذیفة بن الیمانی رضی الله عنه وانما کان المتشبه بالقوم لان تشبهه بهم یدل علی حبه ایاهم ورضاه باحوالهم وافعالهم ۱۲ حدیقة الندیه ص.

پس جناب مولوی صاحب شما از این مجذوبین آیا سوال نموده اید که این اضطراب و کیفیت شان بی اختیار است و یا با اختیار اگر آنها بالفرض گفته باشد که به اختیار چنین می کنیم آیا شما از آنها سوال نموده ئی که درین اضطراب و حال که اختیار میکنید خودنمائی مقصد تان است و یا تشبه بعمل صالحین اگر آنها گفت خودنمائی مقصود ما یان است بعداً برائیم از خودنمائی و خودستائی شان احوال ارسال می کردید اگر آنها چیزی را از اختیار کاری و خودنمائی نگفته باشد پس شما را اگر بسبب الهام و یا از طریق کشف و شهود معلومات خودنمائی آنها شده باشد چرا در ورقه تان تحریر نکرده بودید. اگر خود آنها هم از خودنمائی چیزی نگفته باشند و شما هم از طریق الهام و کشف معلومات ندارید یا از طریق علم غیب عطائی معلومات دارید. پس هرگاه که هیچ دلیلی و حجتی بر آنها ندارید. پس جناب شما بر آنها سوء ظن نموده اید و آن گناه و معصیت است

شما یا نزا برآن توبہ و ندامت لازم است ۔ وایضاً شما تحریر کردہ بودید ۔ کہ بررئ اظہار جذبہ بر دستہا سینہ کوبی کنند ۔ جناب مولوی صاحب بعض مجذوبان و صوفیائے کرام را حالاتی پدید آمدہ است کہ خود ہا را بہ شلاق می زدند و جامہ ہای دریدند و لبسا حالات مختلفہ چنانچہ در حدلقیہ الندیہ مرقوم است ۔

ذکر الیافعی عن بعضھم قال رأیت الشبلی قائماً یتواجد وقد خرق توبہ وھو یقول ۔

۱۔ شققت ثوبی علیک حقاً	وما لثوبی اردت خرقاً
۲۔ اردت قلبی فصادفتہ	یدای بالجیب ازیرقا
۳۔ لوکان قلبی مکان جیبی	لکان للشق مستحقاً

وروی الیافعی فی اسانیدہ بسندہ ان سمنون کان جالساً علی الشط و بید قضیب فضرب بہ فخذہ وساقہ حتی تبدد لحمہ وھو یقول

کان لی قلب اعیش بہ	ضاع منی فی تقلبہ
رب فاردہ علی فقد	ضاق صدری فی تطلبہ
واغث مادام بی رمق	یا غیاث المستغیث بہ ص ۵۲۴/۲

پس محترما چنیں بی اختیاری ہا در حالت کل اولیاء و اسلاف صوفیائے کرام پدید آمدہ است پس شما چرا آرزوی منع این حالت دارید و این حالت را باعث تنفر عوام می دانید و حال آنکہ در حق مانع این حالت در حاوی للفتاوی طبع مکتبہ نوریہ رضویہ ص چنین مرقوم است

مسئلۃ ۔ فی جماعۃ الصوفیۃ اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصاً من الجماعۃ قام من المجلس ذاکراً واستمر علی ذالک لوارد حصل لہ فھل لہ فعل ذلک سواء کان باختیارہ ام لا وھل لاحد منعہ وزجرہ عن ذلک ؟ الجواب لا انکار علیہ فی ذلک وقد سئل عن ھذا لسوال بعینہ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی فاجاب بانہ لا انکار علیہ فی ذالک ولیس لمانع التعدی بمنعہ ویلزم المتعدی بذلک التعذیر وسئل عنہ العلامۃ برھان الدین الابناسی فاجاب

بمثل ذالك وزادات صاحب ۔ الحال مغلوب والمنكر محروم ما ذاق
لذة التواجد ولا صفاله المشروب الى ان قال فى اخرجوابه
وبالجملة فما سلامته فى تسليم حال القوم ۔ واجاب ايضاً بمثل بعض
آئمه الحنفية المالكية كلهم كتبوا على هٰذا السوال بالموافقة من
غير مخالفة ۱۲ الحاوى للفتاوى ۔

وعلاوه ازآن اگر درحالت ذکر وجذبه ووجد کلام کلمات از زبان مجذوبین صادر می شود ۔
معفو وآن عین ذکر است مثل آه وآوه چنانچه در الزوار القدسیه مرقوم است ۔

وقال سيدى يوسف العجمى رحمة الله عليه وما ذكروه من اداب الذكر محله
فى الذاكر الواعى المختار اما مسلوب الاختيار فهو مع ما يرد عليه من
الاسرار فقد يجرى على لسانه: الله، الله، الله، الله، او هو هو هو،
او لا لا لا او آ آ آ آه آه او عا عا عا او آ آ آ او ه ه ه او ها ها
او صوت بغير حرف او تخبيط وادبه عند ذلك التسليم للوارد فاذا انقضى
الوارد فادبه السكون من غير تحول الزوار قدسيه ص ۳۹ ج ۲

والیضاً محترم مولوی صاحب ۔ جلد اول حدیقة الندیه ص ۲۲۲ ج
که در مورد انکار بحثی دارد ایضاً مطالعه فرمائید وایضاً در
جلد دوم ص ۵۲۲ ج ۲ مرقوم است ۔

فان طريق الوجد والتواجد الذى تعلمه الفقراء الصادقون فى
هٰذا الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل فى الزمان الماضى نور
وهداية والتوفيق من الله تعالى وعناية ۔

این صفحه ها را نیز مطالعه فرمائید ۔ والیضاً شما در ورقه تان تحریر نموده بودید که سندهای شما را
بهر کس می نماید ۔ جناب مولوی صاحب خلفای خویش را که سند میدهم آن سند اکمال سبق
های همان طریقه ۱۲ ست مقصود در آن اینست تا مردم بدیدن به آن سند راستگویان داخل کمال
طریقت را از دروغ گویان تشخیص وامتیاز دهند واز آنها کسب تا راه اراده واستفاده پوشیده

نمانده و مردم از خلفای این فقیر حصول این نعمت عظمیٰ نمایند۔ والیضاً شما تحریر نموده بودید که خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ گفته که توجه و جذب برحق است ولیکن این سینه کوبی مثل شیعه چیثیت۔ جناب مولوی صاحب گفته خطیب مذکور ازین جهت قابل شنیدن نیست زیرا که مذکور درین راه اُمّی و نابینا است اگر جمعی از نابینایان از وجود کوه ها و آفتاب و غیرها انکار کنند بزعم خود شان است نه حجت بدیگران پس خطیب صاحب۔ مذکور که نابینائی این راه است کودم اقوال که از زبانش شنیده شده است دران معذورش می شماریم۔ علاوه ازان خطیب مذکور تشبیه مجذوبانه اور سینه کوبی با فساق و گمراهان که اهل تشیع است نموده پس مذکور مصداق و وعید این حدیث شریف است۔

لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک۔

پس شما و تما تا ہم مجلس تان لازم است که اقوال این و آن را تعقیب و سند نکنید و بر مجذوبین سوء ظن نه نمائید اگر کدام مسئله درانجاه درباره سلوک در محفل ذکر و یا سائر امورات طریقت عارض گردید بشکل استفتاء ورقه را ارسال نمائید نه بسوال اعتراض بر سالکین والسلام آفتاب نه مجرم ارکسی بینا نیست

فقیر سیف الرحمٰن

اخندزاده پیر ارچی

استاذ العلماء حضرت علامه مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعه نظامیه لاہور

استاذ العلماء علامه مفتی عبد اللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی و شیخ الحدیث جامعه نظامیه لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم = الجواب صحیح والمجیب العلامة وشیخ الطریقة العالیة مصیب قد توافق جوابه بما اجاب شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه فی فتاوی رضویه جلد عاشر صفحه ۱۶۰ الی صفحه ۱۶۳ قد اجاز الوجد للمغلوبین الصادقین العاشقین مع الاخلاص مستفیدا لقوله صلی اللہ علیه وسلم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا و اجاز التواجد للاوساط الصادقین السالکین مسلک الاقتداء بالعاشقین مستفیدا لقوله صلی اللہ علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم و بخبر الرسول صلی اللہ علیه وسلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا ا۔ انتہیٰ۔ اما من فعل هذا ریاء و سمعة فحرام قطعی و جریمة فاحشة کما فی النصاب الاحتساب باب سادس۔ تاتارخانیه فتاوی خیریه۔ هل یجوز الرقص فی السماع الجواب لا یجوز و ذکر فی الذخیرة انه کبیرة و من اباحه من المشائخ فذلک للذی صارت حرکاته کحرکات المرتعش۔

اللهم اجعلنا من الصادقین ولا تجعلنا من الغافلین برحمتک یا ارحم الراحمین و بحرمة نبیک سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیه وعلی آله و اصحابه اجمعین فقط واللہ اعلم بالصواب المجیب

مفتی عبد اللطیف

جامعه نظامیه رضویه

اندرون لوہاری گیٹ لاہور

14-6-89

ذالک کذالک واللہ اعلم بالصواب

[illegible]

۸۹-۶-۲۲

نقل سند خلافت :

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بانوار التجلیات والواردات وعطر مشام المشتاقین بنفحات الانس والمشاهدات والصلوٰة والسلام الزاکیات النامیات علیٰ اشرف الموجودات وعلیٰ آله واصحابه الذین استفادوا بصحبته اعلیٰ المقامات والکرامات.

وبعد: فیقول الفقیر الی الله العلی القدیر محمد ہاشم بن محمد وزیر (قدس الله سره) ان الاخ البار الصالح اخوندزاده سیف الرحمن بن قاری سرفراز لما اخذ عنی الطریقة النقشبندیة واتم جمیع اسباقها ووصل الی مرتبة الحضور والولایة ورأیته اهلاً لارشاد المسترشدین ثم لما وجدته ذا استعداد قوی لا یشارکه غیره بین الخلان فاجزته حینئذ بعد عدة سنوات اجازة مطلقة وهو الآن کالشمس فی منتصف النهار ولا یخالفه الا من انطمس بصیرته فمقبوله مقبولی ومردوده مردودی، والله ولی التوفیق والسداد ومنه الهدایة والارشاد.

۲۴ جوزا سنه ۱۳۴۴ هش

تصدیق کنندگان

(۱) محمد [illegible] قندهاری

(۲) عبد الباسط برادر کلان اخندزاده مبارک

(۳) مرزا محمد پسر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ

(۴) پسر حضرت مولانا رحمۃ اللہ

(۴) عبید الله اخندزاده پسر حضرت مولانا شاه رسول پیر اول حضرت مرشدنا اخندزاده سیف الرحمن مد ظله

(۵) ملا محمد صادق برادر حضرت اخندزاده صاحب مبارک رحمۃ اللہ [illegible]

(۶) مولوی سید محمد کاکا پسر حضرت مولانا صاحب

(۷) ملا [illegible] خان

(۸) ملا نجوم از لغمان

به تصدیق من مولوی محمد عابد حسین سیفی لاهوری صدور یافته، در جواب سوالیکه نموده بود که شیخ الحدیث صاحب فیصل آباد بعض مریدان را که در دورهٔ حدیث شامل‌اند، در مسئلهٔ اعتجار شرمسار میکند:

بسم الله الرحمن الرحیم ٭

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ٭

بعد از ایصال تحفهٔ تسلیمات مشهود ضمیر شما و همه یاران آنجا، میدارم که نامه فرحت آمود شما نوشته بودید که یک عده طلاب، مریدان در فیصل آباد، دورهٔ حدیث میکنند شیخ الحدیث صاحب آنجا بسبب اعتجار، آنها را هدف تیر اعتراض قرار داده اند، و اعتجار را اینچنین تفسیر میکند، که هر آنچه بالای قلنسوه، خرقه، بوده باشد، ورنه عقب معتجرین اقتداء مکروه تحریمی است، بلکه اضافه میکنند که نماز خلف ایشان اصلا جائز نیست، و اعاده نماز ضروری شمرده اند. مخفی نباید گذاشت که در مرتبهٔ نخست سوال خویش، از اعتجار مفهوم مخالف گرفته است، یا اینکه سهو کاتب بوده باشد، ورنه، مرسول شیخ الحدیث صاحب بر علیه خود وی حجت ملزمه، و طلاب را دلیل مبرهنه است، لیک از کتابات عبارات آن مسائل بیکم، و عنان خامهٔ مقطوع اللسان را جوابا، بحواله های کتب معتبره، و متداول اهل عصر، و المحا معنی اعتجار، معروف میسازم تا مفهوم گردد که اعتجار چه معنی دارد، و کدام مقصود از آن مراد است

۱- از جملهٔ تبرکات که در مسجد جامع شاهی لاهور محفوظ گذاشته شده است قلنسوه شریفه و عمامهٔ مبارکه صلی الله علیه وسلم است که قلنسوهٔ شریفه میان تکویر عمامه شریفه قرار دارد، خود بگوئید که بالای قلنسوهٔ شریفه صلی الله علیه وسلم کدام خرقه دیده میشود؟ بلکه لاچار بگوئید که دیده نمیشود، تنها باید گفته شود که این اعتراض شیخ الحدیث صاحب، در دو حالت از یکی خالی نباشد، یا انکار دارند که آن تبرکات را اصل صحیح قائل نباشد، پس در این صورت مستلزم غدر خودشان میگردد. که گویا عالم را باین تبرکات می فریبند،

دوم اینکه معتقد باشد که این تبرکات، دارای اصل صحیح بوده باشد که متوارثا، قرنا بعد قرن بنقل متواتر تا این عصر باقی مانده است، و بهمین منوال تا آخر الدهر پاینده خواهند ماند، پس در این صورت این اعتراض هرگاه صورت دومین را حقیقت و اصلیت قائل باشد، پس در این صورت این اعتراض صاحب در عصمت و نزاهت حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم تعدی میکند العیاذ بالله من ذالک، و لابد این الحاق نقص است، و ان الحاق النقص لحضرة الانبیاء علیهم الصلوة والتسلیمات کفر، نجانا الله عن التعصب والاعتساف، زیرا شیخ الحدیث صاحب اعتجار را که تعریف کرده است مخالف مفهوم شعار فرمیباشد، و این دانش و بینش به

بقیه م شکل

درد

نسبت عرض معصومہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام در ذات خود لباس مستقبح و مستکرہ شمردہ می شود، کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم، فیالیت شعری ماحملہم علی التفوہ بامثال ہذہ الکلمات الصریحۃ فی خلاف التبلیغ

۲:- رسالۂ ضیاء القلوب فی لباس المحبوب ہم خلاصۃ الفتاوی در ص ۱۵۲ از تالیف تلمیذہ صلی اللہ علیہ وسلم مخالف مزعوم شیخ المحدث صاحب باین ہمہ بیان فرمودہ میگوید کہ کلاہ بردو نوع است یکی (لاطیہ) دوم (ناشزہ)

لاطیہ: آنرا گویند کہ بسر متصل باشد. و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر سر مبارک نہادہ است (ناشزہ) آنست کہ متصل بسر نباشد بلکہ افراشتہ باشد و آن طاقیہ بوداشت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر سر مبارک نہادہ، و بعض مشائخ بر سر می نہند جائز است ص ۳۰ و این تلبسو مبارک بہ جہانیان معلوم است کہ علیہ آن کدام خرقہ بیچانیدہ شدہ. و بالای آن کور عمامہ پیچیدہ

۳:- بر تسلیم کراہت اعتجار یک قول علامہ احمد طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح را ہم در بحث گرفتہ است و آن الفاظ اینست، ای لف العمامۃ حول الرأس وابداء الہامۃ کما فی الظہیریۃ فقولہ ترک وسطہا مکشوفا راجع الی تفسیر الشرح ایضا والمراد انہ مکشوف عن العمامۃ، لا مکشوف اصلا لانہ فعل ما لا یفعل ص ۲۲۰ طحطاوی و این قول طحطاوی کہ (مکشوف عن العمامۃ لا مکشوف اصلا) مخالف کتب معتبرہ است و معروف بین علماء ازین قرار است کہ کدام شئ و حکم علامہ طحطاوی موافق کتب معتبرہ باشد مقبول است و مخالف آنرا متروک العمل باید شمرد، کما قال علماؤنا، مثل مولوی عبد الحئی زعفرانی،

و علامہ شیخ حسن بن عمار بن علی ابو الاخلاص المصری الشرنبلالی الفقیہ الحنفی الوفائی در مصنفۂ خویش نور الایضاح چنین تفصیل آوردہ است، والاعتجار وہو شد الرأس بالمندیل وترک وسطہا مکشوفا ص ۸۲ نیز ہمچنین در حاشیہ نور الایضاح ص ۸۲ (پنج تیم من الورق ویرہ؟)

. نیز مراقی الفلاح بنویسد، وتکرہ الاعتجار وہو شد الرأس بالمندیل او تکویر عمامتہ علی رأسہ - وترک وسطہا مکشوفا: ص ۱۹۲ قیل ان ینتقب بعمامتہ فیغطی انفہ لنہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الاعتجار فی الصلاۃ -

بقیہ ص ۳

درس ۳۰

اعتجاری کہ مرسوم شیخ است عکس مفاہیم اکثب لغات وکتب متداول فقہ حنفیہ است در المنجد ص ۴۸۹ اعتجار بایں معنی مذکور است. الاعتجار: لف العمامة فی الرأس من غیر ادارة تحت الحنک۔

و صاحب خلاصۃ الفتاوی در ص ۵۷ چنین نوشتہ ویکرہ الاعتجار وهو ان یلف العمامة حول رأسه ویدع هامته کما یفعله الشطار انتہی

و کبیری در ص ۳۴۴ تعریف اعتجار را بایں الفاظ میکند ویکره الاعتجار وهو ان یلف بعض العمامة علی رأسه ویجعل طرفا منه - ای من الثوب الذی لف لبعضه عمامة - ای ویترک طرفا من العمامة شبه المعجر - الکائن للنساء یلف حول وجهه - المعجر - بوزن منبر - ثوب تلفه المرأة علی رأسها وقال بعضهم - الاعتجار - ان یشد حول رأسه - ای دائر رأسه بالمندیل ونحوه ویبدی ای یظهر هامته ای علی رأسه وهذا هو المذکور فی فتاوی قاضی خان، والخلاصه وغیرهما وهو الموافق لاعتجار المرأة بالمعجر الذی تلفه حول رأسها وربما یکون وجه کراهته التشبه بالمرأة او کشف وسط الرأس لکونه فعل الجفاة من الأعراب ص ۳۴۴ کبیری آخر الصلوة۔

و فتاوی ودودیہ در ص ۱۸۱/۱۲ نیز چنین ایضاح کردہ است کہ اعتجار این را گویند کہ عمامہ را بر سر پیچاندہ باشد و میان آن را خالی گذاشتہ باشد کہ زیر عمامہ، کلاہ، یا چیزی دیگری نباشد ص ۱۸۱/۱

فان شئت زیادۃ الاطلاع فارجع الی عالمگیری، والشامی وغیر ذالک

پس چون اکثاب جہاتاب واضح ولائح گشت کہ کتب معتبرہ متداولہ فقہ حنفیہ از این مسئلۂ اعتجار مملو ومشحون است کہ مؤلف مرحوم مطعون شیخ الحدیث صاحب احناف ا

بقیہ ب ۴

(ورق چہارم)

لاچار خود را معرفِ بستر ملامت کنانیده است، قول یک کتاب طحطاوی در مقابل کتابِ نور الایضاح، و مراقی الفلاح، و حلبی کبیر، و خلاصۃ الفتاوی و قاضی خان، و رد المحتار، و عالمگیری، و فتاوی ودودیہ، چگونہ مقابلہ کردن بتواند، بملحوظ، للعاقل تکفیہ الاشارۃ، بقدر فہم مخاطب از طوالتِ کلام مسامحت بنمایم، گویند

مردم اندر فکرتِ درکِ درست + اینکہ من گفتم بقدرِ فہم تست +

باعتبارِ جریانِ سُنّۃ اللہ، در ھر عصر، و در ھر، دار، و دیار، عنادِ علماءِ ظواہر وغیرہ منکرین، با فقراء و اھل اللہ تعالیٰ، کائن، و از شریعتِ شریف قافلہ و صول این خاندان، بنانِ خولیشرا، بدندانِ حسرت می گزند، و بجز بند، ازین، کہ تمدّد اغیار، باعث حسن و جمالِ اھل اللہ، و سببِ مزید ترقیات ایشانست در سینۂ اھل اللہ از کین، اغیار، صاف، و شفاف ہست، بیت

صورت نہ بست سینۂ ما، کینہ از کسی + کائینہ ھرچہ دید فراموش میکند +

علاوہ برین حضرتِ شیخ الحدیث صاحب خوب متوجہ شود، و بدیدۂ سر ببیند کہ آیا اولادانِ معنویۂ ما بہ ظاہر شریعت آراستہ اند، و یا تلامذۂ دیگر آنحضرت و آیا بواطن ایشان، بالوارِ طریقت پیراستہ اند، و یا دیگر تلامذۂ ان وارثانِ علیھم کہ ایشان قدم بسلوک نگذاشتہ اند۔

و ببیند لیکہ آشفتۂ عشقِ الٰہی کیانند، درد، و سوز، و گداز، در کدام جانب کائن ہست؟

بالجملہ حسنہ محبطِ اعمالِ حسنہ ہست نمی سزد کہ

بقیہ بر ص ۵

کہ یک عالم بزرگ باتبلاء حبطِ اعمال مُبتلا گردد، و بہ اشتعال آتش حسد مسئلۂ شرعیہ را، اتباعاً لغرض النفس حیلہ ساز د طعن معاندین مانع قافلۂ وصول بمنزلِ مقصود نگردیدہ اند و نہ از نفائس نفیس فقرا چیزی را کاستہ میتوانند،

گر بدی گفت ترا دشمن دون باکی نیست + سنگ بد اصل کجا قیمتِ گوهر شکند +
مس نہ الشت کہ او مرتبۂ زر شکند + طعنِ خفاش کجا رونقِ خورشید برد +

اسوۂ علماء و شیوخ صوبۂ پنجاب، لاهور، باین فقیر پوشیدہ نماندہ است کہ اغلب آنها سنتیتِ عمامہ را مردہ ساختہ اند -

۱- دروقتِ آدای نماز، استفادہ، از تکویر مندیل میکنند، کہ این نزد فقهاء احناف کفر میشود و برخی دیگری از عمامۂ افگندہ شدہ، در محراب، استفادہ میکنند:

۲: چہ خواص، چہ عوام، بہ امراض اسبال مُبتلا هستند کہ وعیدِ موعودہ، در احادیث واردہ موجود است کہ بعضی ازان، این الفاظ ملخص ذکر میشود، کہ وما دون ذالك ففی النار، ففی النار، ففی النار، الحدیث

۳: خواص و عوام درهمہ نمازہا تنحنح میکنند کہ بدونِ عذرِ شرعی، فساد را و صلوۃ افادہ میکنند:

۴: بدنِ غیر مخروشِ خویشرا، بیباکانہ می خارند، کہ فسادِ اعمالِ صلوٰۃ در آن زیادہ محتمل است:

اگر این اماتت را، احیاءِ سُنت می پندارند، تحاشا وکلا -
موتِ سنن را احیای سنن پنداشتن کارِ احولان و بطمس النظرای است -

۵- اکثر خواص و عوام صوبۂ پنجاب و سند، بمرضِ حرمتِ خضاب سیاہ گرفتار هستند، و از حرمتِ آن نمی اندیشند- علامہ عبد الحیؒ لکھنوی در مصنفۂ خویش مجموعۃ الفتاوی حرمتِ آنرا چنان بیان میکند-

بقیہ در ص ۶

کمال و دعوی علما، در افغانستان بیان کردہ اند -

بقیہ از ورق ۲۹

استفتاء: خضاب کردن موی سفید ریش از وسمہ سیاہ حرام محض است و مرتکب آن صرف خاطی است یا مرتکب گناہ کبیرہ بینوا و توجروا۔

ھو المصوب: خضاب کردن برنگ سیاہ خالص ممنوع و گناہ کبیرہ است ابن حجر مکی در زواجر این را در کبائر شمار کردہ است ازین وجہ کہ در حدیث وارد است یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ رواہ ابوداؤد والنسائی یعنی در آخر الزمان این چنین مردم خواھند بود کہ خضاب سیاہ خواھند کرد مانند رنگ دانہ کبوتران ایشان بوی جنت نخواھد یافت و طبرانی روایت کردہ است من خضب بالسواد سوّد اللّٰہ وجہہ یوم القیامۃ یعنی شخصیکہ خضاب سیاہ کرد بروز قیامت حق تعالیٰ او را سیاہ رو خواھد کرد و ملا علی قاری در شرح شمائل ترمذی می نویسد ذھب اکثر العلماء الی کراھۃ الخضاب بالسواد وجنح النووی الی انہا کراھۃ تحریم وان من العلماء من رخص فیہ للجہاد ولم یرخص فیہ لغیرہ انتہی پس از رنگ نیل اگر خضاب سیاہ شود آن ممنوع است مثل اینکہ اول از حنا موہا رنگین کنہ بعدہ استعمال نیل کند درین صورت رنگ سیاہ می شود و اگر رنگ سیاہ خالص نشود مثلاً با نیل حنا وغیرہ شریک کردہ شود کہ ازان رنگ مائل بسرخی شود پس درست است چنانکہ امام محمد در موطا می نویسد لا نری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ بأسًا انتہی واللّٰہ اعلم۔

مجموعۃ الفتاوی بر حاشیۃ خلاصۃ الفتاوی ص ۳۵۰ ج ۴۔

استفتاء: چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ خضاب کردن بچہ چیز مسنون است و از کدام حدیث ثابت است بچیزی کہ مسنون است اگر علاوہ ازان بچیزی دیگر اجازت است پس در کدام حال یعنی شخص بروزگار ریشہ یا ھر شخص را و اگر ممانعت است و در خلاف روی آن کدام نوع عذاب خواھد بود یا از کدام نعیم جنت محروم خواھد ماند صاف صاف پس بہ چہ طور بیان فرمایند و اگر جواز و حرمت آن متفق علیہ یا مختلف فیہ است آن ھم ارقام فرمایند بینوا و توجروا۔

ھو المصوب: خضاب سرخ یا زرد یا دیگر رنگ بجز سیاہ خالص کردن مستحب است و خضاب نہ کردن و سفیدی قائم داشتن ہم جائز است و خضاب سیاہ کردن ممنوع و گناہ کبیرہ است در فتاوی قاضیخان نوشتہ الخضاب بالحناء حسن انتہی و در صحیح

بقیہ ۱۷

ضمیمہ ۔ ص ۷

مسلم از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مروی است غیروا هذا الشیب واجتنبوا السواد یعنی تغییر کنید سفیدی را واجتناب کنید از سیاہی و در سنن ابی داؤد از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مروی است یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ یعنی در آخر زمان این چنین مردم خواہند بود کہ خضاب سیاہ خواہند کرد مثل رنگ سینۂ کبوتران ایشان نخواہند یافت بوی جنت را و در معجم طبرانی از آن حضرت صلعم مروی است من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ انتہی یعنی شخصیکہ خضاب سیاہ خواہد کرد روز قیامت روسیاہ محشور خواہد شد و شیخ عبد الحق دہلوی در شرح مشکوۃ می نویسند خضاب بحناء باتفاق جائز است و مختار در سواد حرمت است انتہی و خضاب وسمہ اگر بغیر اشتراک حنا وغیرہ باشد کہ از آن سیاہی خالص حاصل می شود بلکہ سیاہی مائل بسبزی باشد پس آن درست است چنانکہ امام محمدؒ در موطا می نویسد لا نری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ بأسا وان ترکہ ابیض فلا بأس بذالک وکل ذالک حسن انتہی اگر بشرکت حنا باشد یا بدیگر ترکیب کہ از آن رنگ بالکل سیاہ شود آن حرام است واللہ اعلم

مجموعۃ الفتاوی برحاشیہ خلاصۃ الفتاوی ص ۳۵۱ ج ۔ ۴ ۔

فالأدلّۃ فی الاعتجاد، والخضاب کثیرۃ ما ذکرتُ عشرا عشیرا منہا فان القلیل انموذج الکثیر وما لا یدرک کلّہ، لا یترک کلّہ بل یذکر بعضہٗ ولعل المنصف یکفیہ ھذا، والمتعصّبُ لا یفیدُہٗ الدفاترُ والاسفار، فتلک النکات فانقشہا علی صحیفۃ خاطرک لتکون علی بصیرۃ فی المقاصد، وتکون وسیلۃ لتلک المقاصد۔ فانما المسائل بالوسائل، وشرف الانسان بالشمائل، لا بالحلی والحُلل:۔

از آن قدوۂ وقتِ خولیش از صمیمِ قلب، وصدقِ نظر، بہ بیند کہ، وفودِ مردانِ مجذوب اکابرِ ارباب معنوی ان بہ خانقاہ فقیر در بارہ، پشاور مرشد بہ عون خداوندیچون این شخص [illegible] مردہ از مین متطاولہ در ذوات، ونہادِ شان حیات پیدا میکند، وحصولِ اکسیرِ کامل، در لماعات فلاکم

بقیہ در ص ۸

—

برالیش متیقن میشود۔ ولطائف قلبی۔ وروحی۔ وسری۔ وخفی۔ واخفی کہ مجموعہ لطائف عالم امر اند، بالطیفۂ نفسی، وقالبی، در اشرع ترین وقت مہذب واز مقتضای سعادت ازلی، بدولت فناء ولبقاء مشرف میشوند، وبایک عالم درد، وشوز، وگداز، واضطراب، معمور الباطن، بوطن مالوف خویش مراجعت میکنند کہ بسبب بروز این وجد، وحال، از طرف مسلمانان مورد لطف، واز طرف ح[illegible]دان، ومنکران، موردِ طعن واقع میگردند،

حقیقت احیاء سنت، وواقعیت امات بدعت [illegible] آئینہ داری صلاحیت

ودر لواحق تابندۂ مریدین این فقیر بحمد اللہ، چون آفتاب درخشندہ لامع ولائح است کہ ظاہراً بحلی شریعت آراستہ اند، وباطناً بانوار طریقت پیراستہ اند البتہ بعض اہل ظواہر، حق وحقیقت را ملتبس ساختہ، بملحوظ تشہیر خویش، وتزویر انام، بزبان قال می سرایند کہ قدوۂ اہل عصر، ومعیار حق، وحقانیت مائیم، وحال آنکہ حقیقت خلاف دعاوی آن

می بودہ باشد، بلکہ میزان در معرفت حق وباطل فہم صحابہ وتابعین وتبع تابعین است رضوان اللہ علیہم اجمعین زیرا این جماعت از تعالیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانضمام قرائن حالی ومقالی فہمیدہ اند، بناءً علیہ آنانکہ انتصار حق از حلیۂ مرضیہ، وناصیۂ ملمعۂ آنہا تابندہ است، بنزد اہل بصیرت مدار حق وحقیقت میباشند۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ +

بالجملہ: اصحارۂ عبارت ازین است کہ بدون کلاہ، عمامہ را بسر کنند

وورد فی الحدیث الشریف، عن رکانہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس، این عبارت دو احتمال

بقیہ بر ص

دارد، کہ ما دستار می بندیم بر کلاہ - و ایشان کلاہ تنہا می پوشند، بی عمامہ: —
و دیگر آنکہ ما عمامہ می بندیم بر کلاہ - و ایشان عمامہ می بندند، بی کلاہ: وگفتہ اند
کہ مراد معنی ثانی است، چہ عمامہ پوشیدنِ مشرکان بیقین معلوم است، و پوشیدن
کلاہ تنہا غیر واقع، لمعات ص ۲۴۵ ج ۴ کتاب اللباس فصل ۲ کتب خانہ مجیدیہ ملتان :-
پس معلوم شد کہ اعتجار، پیچاندنِ عمامہ را گویند، بدون کلاہ باشد -
و بحمد اللہ تعالیٰ مریدانِ این فقیر، عمامہ را بالائی کلاہ بر سر میکنند و فقیر را
نیز معمولست، و این اسوۂ حسنہ و امر مرغوبہ، از قرونِ متطاولہ معمولِ علماء
و مشائخ و سائر مردمانِ دولِ اسلامی چون بخارا و بلخ و بند عباس و خراسان
و ترکمن صحرا و کردستان و بلوچستان و افغانستان، و ترک و شام و تیرا
و دیر و باجوڑ و اکثر حصص پشاور میباشند کہ گویا این عمل از صدرِ اول
قرناً بعد قرنٍ، و زماناً بعد زمانٍ بمرتبۂ تواتر بما رسیدہ، و تواتر، خود، یک حجت
قویہ میباشد، فیا عجباً - کہ علماء و سائر مردمانِ عرب، عمامہ و قلنسوہ
را متروک العمل ساختہ اند و بجنبیتِ عمامہ و قلنسوہ را بہ یک مندیل بمعنی
معاوضہ کردہ اند نجانا اللہ عن الیخ فی النھایۃ السلام علیکم
و علیٰ من لدیکم فقط

فقیر سیف الرحمٰن
اخندزادہ پیر ارچی خراسانی

بمع چشم ۵ مولوی محمد عابد حسین نقشبندی سیفی ناظم اعلی دار العلوم جیلانیہ لاهور اداباد
در بیان آنکه در وقت توجه انگشت بر دل نهادن، بر دست یار زیر بغل
توجه نمودن، سوم بلفظ (هو) توجه مرعی داشتن، و زیر توفانی
کلام ربانی، و احادیث نبوی علیه الصلاة والسلام و مکتوبات قدسی آیات امام
ربانی قدس الله سره العزیز، تا معلومات داده شود،

بسم الله الرحمن الرحیم ط

بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات، نور چشم

عزیز من مولوی صاحب محمد عابد حسین نقشبندی سیفی حنفی ناظم اعلی دار العلوم جیلانیہ
ابقاکم الله علی جادة الشریعة المصطفویة صلی الله علیه وسلم آمین
خطوط یاران و اعزهٔ احباب از اماکن متعدده، و اکناف دور دست
چون کراچی، پنجاب، و کوئٹه، و وزیرستان و افغانستان، و ممالک خارجی
چون عرب و عجم وغیره دول، یوماً فیوماً بنام این فقیر رسد که همه
آنها استفتاءهای خویش را جواباً دیده براه بیدارند و توجه خود مینمی
که ۲۴ ساعت از تربیت اهل الله، و ضمناً از انتظام مواد ارتزاقی
لنگر خانه، و بالقطع نظر از عوارض اتفاقی لمحه فراغ بال محصول و میسر این
فقیر نمیشود، و علاوه تا به تا پوشیده نیست که از دیر باز طرف عطای
محبوب حقیقی سبحانه و تعالی به وجع عرق النسا متوجه مبتلا و درین وصول نامه شما
ترتیب عروسی ارجمندم احمد سعید جان که معروف و مشتهر، بسیار میباشد
روی کار بود، و از تراکم امور، و ورود احباب نامه شما ملاحظه جیب در
مانده بود، چون عروسی بخیر انجامید و دامن از امور متردده

برچیده شد کمی فرصتی میسر آمد، موفق شدم که نامه را مطالعه و اکنون بنعمات خداوندی بپاسخ استفسار می‌پردازم:

سوال اول: اگر چه است که نص بران مرتب نیست، و در عمل نصب العین مشایخ است چون مصحف عثمان رض و بخاری شریف وغیره کتب احادیث، و فنون متداوله بر چیز از نص صریح، از صدر اول، بنقل متواتر بما و ما تا زمان رسیده است که دران ریب و تردیدی را محل گنجایش نیست، همچنین وضع انگشت است که بنقل متواتره از کبار مشایخ بما رسیده است وخبر میدهد سالک را که محل قلب زیر قلب بفاصله دو انگشت مائل بصدر است، وبشناسد که قلب زیر پستان چپ واقع شده، و توجه برای آن میکند که قلب غافل است وگرفتار بغربت وبعلل معنویه مبتلا است، نور وفیض وتجلای صفات فعلیه را از مقامات فوق اخذ، وبردل سالک القاء میکند تا حیات معنوی ابدی برایش حاصل شود، و بتوجهات قویه لطیفه با اصل خود وصل وفنا پیدا کند

باز انگشت دست راست را بطور روح سالک می نهد و او را میداناند که اینجا محل روح است که زیر پستان راست بفاصله دو انگشت مائل به پشت واقع شده وشیخ توجه میکند که روح نیز بحیات حقیقی شرف شود، ومورد نزول فیض تجلای صفات ثمانیه ثبوتیه ذاتیه حقیقیه گردد اصل روح که فوق مقام اصل قلبست لطیفهٔ روح دران فنا حاصل کند

باز انگشت را طور معهود بلطیفهٔ سری نهد وطلب فیض تجلای شیونات ذاتیه مینماید و بر لطیفه سر سالک القاء میکند تا آنکه لطیفه سر نیز حیات یابد و با اصل وصل شود،

رابعاً شیخ انگشت را طور معمول بلطیفهٔ خفی می نهد و بتوجهات قویهٔ خویش از مقامات فوق طلب فیض تجلای صفات سلبیه مینماید و بلطیفهٔ خفی وی القاء میکند تا در اصل خویش فنا یابد:

خامساً همچنان انگشت را بلطیفهٔ اخفی می نهد و میداناند سالک را که این لطیفهٔ اخفی است که در وسط صدر واقع شده وتوجه معهود را مرعی میدارد و از مقامات فوق الفوق طلب فیض تجلای شان جامع مینماید و بر اخفی سالک القاء میکند تا آن حیات بیابد این لطائف

بقیه بر ص ۳

را لطائفِ خمسۂ عالمِ امری نامند کہ ابتداء عالمِ امر از مرتبۂ قلب است، و فوقِ قلب روح است
و فوقِ روح سِرّ است، و فوقِ سِرّ خفی است، و فوقِ خفی اَخفیٰ است گنجایشی دارد
کہ این پنجگانۂ عالم را جواهرِ خمسہ گویند،

سوال دُوُم: اشارۂ دست یا دِسْتمال توجہ کردن بود ـ

۱ـ جناباً بمفهوم این آیہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا، اصل در اشیا اباحت است
و حرمت دران عارضی است، چون **توجہ** : کردن حرکت تمهی از دو حال خالی نباشد یا به اختیار باشد
یا بی اختیار، اگر بی اختیار باشد پس معذور است، بروی هیچ وزری نیست بلکہ این مغلوبیت
است، و رُشد، و صلاح اوست، بلکہ این مغلوبیت از کثرتِ تنزّلات، و انوار و تجلیات است
و اگر به **اختیار است** : هم مدار اعتبار است و ثابت است بآیات و احادیث،
در تفسیر حسینی تحت آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ص ۱۲۰۲ روایت کرده
است کہ شبی ابوجهل و جهودی بحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و ابوجهل گفت ای محمد
والا سرِ تو بشمشیر بر میدارم، فرمودند چہ میخواهید ابوجهل بجیب درانشت نظر کرد تا چہ چیز خواهد بود کہ
وقوع آن متعذر باشد، یهودی گفت بگو بیش کہ ماہ را بشکافد کہ سحر ساحران را در آسمان تصرف نیست،
ابوجهل گفت ماہ را بشکاف، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگشت سبابۂ مبارک برآورد و اشارت فرمود ماہ
فی الحال بدو نیم شد یک نیمہ برجای خود قرار گرفت و یکی دیگر دورتر رفت باز گفت کہ علیہ السلام خود
و اشارت فرمود، هر دو نیم بهم پیوستند، شق گشت ماہ چاردہ بر لوح سبزہ چرخ ✦ چون خامۂ دبیر ز تیغ بنانِ تو ص ۱۲۰۲

۲ـ **برای ثبوت اشارہ اصلی دیگری** را از احادیث بخاری شریف بملاحظۂ گرامی
میرسانم، حَدَّثَنَا ابو مُصْعَبٍ أحمد بن ابی بکر قال حدثنا محمد بن ابراهیم بن دینار
عن اَبی ذِئْبٍ عن سعید الْمَقْبُرِیِّ عن ابی هریرة قال قلتُ یارسولَ اللّٰہ انّی
اَسْمَعُ مِنْکَ حدیثًا کثیرًا اَنْسَاہُ، قالَ ابْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُہٗ قال فغرف
بیدیہ ثمّ قال ضُمَّہٗ فَضَمَمْتُہٗ فما نَسِیْتُ شیئًا بعدہٗ ص ۲۲ / ۱ صحیح البخاری

[illegible] الی صدری
اشارۃ [illegible] بیدیہ
الا برید شیئًا کان قبل ذالک یغرف بیدہ ثم قال ضمہ ص ۱۸۴ / ۱۲ عمدة القاری

۴- هر شیخ کامل و مکمل که رومال بدست گرفته و بلطائف مرید اشاره میکنند بدیدهٔ قالب، و قلب دیده شود اگر از اشاره به رومال، در وجود سالک کدام کیفیت وجد و اضطراب، رو میدهد، پس بیقین قلبی بداند که این شیخ ولی خدا است وهم کامل است وهم مکمل، و رومالی که در دست دارد، عین تبرک است، و تبرکات از صدر اول الی زماننا در دیار لاهور، کهستان و افغانستان و عرب و عجم موجود است، و معتقدین ازان تشفی می یابند باذن خداوند جل جلاله، و تا قیام قیامت همین تبرکات باقی خواهد بود، و عالم منصف ازین تبرکات انکار نمیکند زیرا که وجود تبرکات در کتاب الله و کتب فقه ثابت ونقلاً وعقلاً مدار عمل خلائق است، لهذا از ولایت و روش این چنین بزرگان انکار خسران دارین است، منکرین عصر نبوت و ما بعد آن انبیاء علیهم الصلوة والتسلیمات و اولیاء امت را مانند خویش تصور میکردند که مولانا رومی رحمه میفرماید- کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچه ماند در نوشتن شیر و شیر +

جمله عالم زین سبب گمراه شد +	کم کسی ز ابدال حق آگاه شد +
همسری با انبیاء برداشتند +	اولیاء را همچو خود پنداشتند +
گفت اینک ما بشر ایشان بشر +	ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور +
این ندانستند ایشان از عمی +	درمیان فرقی بود بی منتهی +
هر دو گون آهو گیا خوردند و آب +	زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب +
هر دو گون زنبور خوردند از محل +	زین یکی شد نیش و زان دیگر عسل +
هر دو نی خوردند از یک آب خور +	این یکی خالی و آن پر از شکر +
این خورد گردد پلیدی زو جدا +	آن خورد گردد همه نور خدا +
این خورد زاید همه بخل و حسد +	آن خورد زاید همه عشق احد +
صد هزاران همچنین اشباه بین +	درمیان هفتاد ساله راه بین +
کافران را دیدهٔ بینا نبود +	نیک و بد در دیدشان یکسان نمود +

از توجه باشارت دست خواه با اختیار باشد یا لا اختیار، بدعت منکرین که در هیچ جا نیست، زیرا هیچ عالمی را ندیده یا شنیده که بر رومال و توجه که از حضرت ﷺ بنقل تواتر رسیده است حدیث ابی بن کعب که ذکر حدیث الطول می انجامد و یک جزو الحدیث اینست فضرب فی صدری ففضت عرقا و کانما انظر الی الله، و قال، و همان ابی بن

بقیه ره

من أعاظم الصحابة وكان ما وقع له نزغة من نزغات الشيطان فلمّا ناوله بركة يد النبي صلى الله عليه وسلم زال عنه الغفلة و الإنعاد وصار في مقام الحضور والمشاهدة ، هكذا في المرقاة مشكوٰة ص۱۹۲

سوال سوم کہ توجہ کردن بلفظ (هو) است جواب آن اینست:

در تفسیر کشف الاسرار مذکور است که ذکر (هو) خاص الخاص است که مرشد بلفظ هو ، بضرب شدید بمرید توجہ نماید و یک توجہ با هُو ، باصد توجہ بی هو برابر است زیرا که هفتاد هزار حجاب بضرب هو رفع میشود نشنیدہ که حضرت علی کرم الله وجهه در معرکهای ~~ / ~~ شدید با کفار ، نعرهٔ حیدری میفرمودند بناءً بران کبار که اطبای حاذق امراض روحانی اند وجهاد بالنفس جهاد اکبر است بطریق اولی میفرمودند که بنعرهٔ حیدری هو ، توجہ کنند لقوله رجعنا من الجهاد الاصغر إلى الجهاد الاکبر و هُو را بجهر شدید گوید تا دل را انفتاحی ، و صدر را انشراحی ، و محبان را اضطرابی ، و روحانیان را شاهداتی ، و عاشقان را تجلیاتی نیز آید ، اگر مزید برین تشفی میخواهند در مکتوبات قدسی آیات حضرت مجدد صاحب الف ثانی قدس الله سره العزیز مراجعه شود که از آغاز الی انتهاء کتاب مستطاب از توجهات معهوده مملو است ، در مکتوب ۲۹ دفتر اول حصه پنجم صفحه ۹۰ خویش در فضیلت طریقت علیه نقشبندیه و در بادی ذکر گرفتن خویش بزبان خامه چنین این لفظ تراویده اند، و ایشان این درویش را ذکر اسم ذات جل سلطانه تعلیم فرمودند و بطریق معهود توجه نمودند تا التذاذ تام در من پیدا شد و از کمال شوق گریه دست داد و بعد از یکروز کیفیت بیخودی که نزد این اکابر معتبر است و مشتی است بغیبت روی نمود الخ و در حصه ۵ ۹۲-۹۳ تحریر شریف نیز چنین میفرماید، حضرت حق سبحانه و تعالى بمحض توجه شریف حضرت ایشان بعد از دو روز تمیز در موجود ، و موهوم ظاهر گردانید تا موجود حقیقی از موهوم متخیل ممتاز یافتم، و صفات و افعال و آثار که از موهوم می نمایند از حق سبحانه دیدم الی اخر المقصود ، و در همانجا مکرر تحریر میفرماید که ، وحصول آن بتوجه بتوجه خاص است که قیوم جمله موجودات است ، و استهلاک و اضمحلال در ان الخ این شد جا لفظ توجه در یک مکتوب مذکور است و برای قناعت عالم منصف و در مجموعه توجهات در صد ها مقام مذکور است که ذکر آن بطوالت می انجامد

فقیر سیف الرحمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد، والصلوات وتبلیغ الدعوات تحریر میگردد

محب مخلص من مولوی صاحب محمد عابد حسین السلام وعلیکم!

بعد از آدای سلام کہ طریق مسنون خیر الانام است مشہود اطر خاطر شما میدارم در مکتوب بی تاریخ خویش شرح مکتوب مکتوبات قدسی آیات را خواستہ بودید، اگر چہ تصور میرود کہ شرح ان مکتوب بطول انجامد چہارم ولی چارہ چیست، برای بر آوردن دین التماس کہ نتائج محمود دارو بہ افادۂ یاران آنجا حسب ذیل بہ شرح ان می پردازم!

این مکتوب شریف از جملہ مغلق ترین مکتوب ہای مکتوبات قدسی آیات است قبل از آنکہ در مباحث مکتوب داخل شویم، باید کہ اول تر، وجود خارجی صفات، وزیادت انہا را برذاتِ اوتعالی توضیح بدہیم، وجود خارجی صفات ثمانیہ اوتعالی وزیادتی آنہا را برذات اوتعالی کہ عبارت از حیات، وعلم، وقدرت، وارادہ، وسمع، وبصر، وکلام، وتکوین، میباشد کہ عقیدۂ اہل سنت است ہیچ کدام از ہفتاد و دو فرقہ دیگر بوجود خارجی صفات اوتعالی پی نبردہ، ودر خر خشہای حوادثِ نفسی گرفتار ماندہ، راہ این مطلب عالی را نیافتہ اند، علمای کرام اہل سنت در اثبات این مطلب عالی دلائل شرعی، وعلمی، وکشفی، وعقلی دارند، دلیل شرعی آن حدیث شریف است کہ آنحضرت ﷺ فرمودہ، **اِنَّ لِلّٰہِ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ لو کشفت لاحرقت سبحات وجھہ ماانتھی الیہ بصرہ،**

یعنی در بین بندہ وحق تعالی ہفتاد ہزار حجاب نورانی، وظلمانی موجود است کہ اگر دور کردہ میشوند ہر آئینہ میسوزاند تجلیہای ذاتِ اوتعالی ہر آن چیزی را کہ آن تجلی باو برسد یعنی صفات کہ حجابہای نورانی اند، در بین حق، وخلق، حائل بودہ بنا بران روشنی ذاتِ اوتعالی بعالم نمیرسد تا بسوزد،

سوال: تجلی صفات اوتعالی نیز تجلی عالمِ وجوب است، ودر بین صفات وعالم حائلی ہم نیست پس چرا عالم را نمیسوزانند:

جواب: صفات او تعالیٰ یک مناسبت فی الجملہ بعالم دارند چنانچہ کہ عالم بندہ نمونہ علم او تعالیٰ است، وقدرت بندہ نمونہ قدرت او تعالیٰ است، وارادۂ بندہ نمونہ ارادہ او تعالیٰ است وتکوین، بندہ نمونہ تکوین او تعالیٰ است

فقط ذاتِ او تعالیٰ است کہ در عالم نمونہ ندارد، وعالم بذاتِ او تعالیٰ ہیچ مناسبتی ندارد، مالِلتراب و ربّ الارباب، صفاتِ او تعالیٰ اگرچہ بذاتِ او تعالیٰ اتصال ومعیت بلا کیف دارند، وتمام صفات دریکمرتبہ موجود اند اما در کشف عارف مرتب ظہور نمایند یعنی عارف صفت الحیاتِ را قریب ترین صفات بذات او تعالیٰ می بیند وبعد ازان علم وبعد ازان قدرت، وبعد ازان ارادہ، وبعد ازان سمع، وبعد ازان بصر، وبعد ازان کلام، وبعد ازان تکوین، ومقتضائی عقل نیز چنین است زیرا ذاتی کہ حیات نداشتہ باشد علم کی خواهد داشت:

زیرا ذاتی کہ حیات نداشتہ باشد علم کی خواهد داشت
و ذاتی کہ علم نداشتہ باشد از قدرت خود چہ کار خواہد گرفت
و ذاتی کہ قدرت نداشتہ باشد چہ طور ارادہ خواہد نمود
دلیل علمی زیادتی صفات مقدسہ قرار ذیل است

نزد علمای کرام ثابتست کہ صدق مشتق قیام مبدأ میخواهد یعنی در وقتیکہ او تعالیٰ را علیم میدانیم وکلمہ علیم وعلم را باو تعالیٰ محمول میداریم لازم است مبدأ علیم کہ علم است وجود خارجی داشتہ وبذات او تعالیٰ قائم بودہ باشد زیرا اگر قضیہ زید عالم مقتضی قیام مبدأ نشود لازم کہ شخص عالم وغیر عالم ہر دو را عالم بگوئیم وزید عالم، وبکر عالم، ہر دو صادق بودہ باشد، وحال آنکہ بکر نام عالم نیست، وقضیہ بکر عالم، قضیہ کاذبہ است پس معلوم شد کہ صدق مشتق قیام مبدأ میخواهد۔

سوال: ہفتاد و دو گروہ دیگر صفات را عین ذات او تعالیٰ میدانند و ثمرا ستیکہ بصفاتِ ثمانیہ مترتب است بذاتِ او تعالیٰ مترتب میدانند پس حمل عالم بآن اعتبار صادق خواهد بود:

جواب: بطور آنہا قضیہ مقتضی حمل مواطات میشود، نہ حمل اشتقاق، ومرادِ ما حمل اشتقاقی

است ونصوص مثبت حمل اشتقاقست نہ مواطات:

سوال: چون حق تعالی بذاتِ خود عالم است حاجت بصفت العلم، چیست:

جواب: بیشک و بی شبہ حقتعالی بذاتِ مقدسِ خود، در تمام کمالات کافیست و محتاج ہیچ صفت نیست اما زیادتی صفات فوائد بسیار دارند،

اول: آنکہ اگر حیلولۃ صفات در بین او تعالی، و در بین عالم نبودہ باشد در الوقت نصیب عالم غیر از احراق، چیزی دیگر نخواہد بود چنانچہ از حدیث شریف اِنَّ لِللہِ سبعین ألف حجاب، مستفاد است،

دوم: افادہ و استفادہ بروی عادت، و تجربہ و مشاہدہ، مربوط بمناسبت طرفین است، و حال آنکہ ذات او تعالی بعالم ہیچ مناسبت ندارد پس اگر وجود صفات زائدہ نباشد عالم از استفادہ محروم خواہد ماند ازینجا است کہ در شب معراج خطاب قف یا محمد فان ربک یصلی بآنحضرت رسید، یعنی ای محمد ایستادہ شو کہ پروردگارِ تو برتو رحمت نزول کند تا کہ استعداد، و ادراکِ تو تکمیل شود و مناسبت فی الجملہ بہم رسد و شایانِ حضور ذاتِ کبریا شوی، و بدون واسطہ ملک لائق خطاب خداوندی بگردی، و کلام اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ را باالذات بشنوی

اگر فکر کنیم اکثر کارہای او تعالی منوط بعادتست، و نیز اگر فکر و دقت نمائیم چنانچہ باران را توسط سحاب می باراند، و نبات را توسط باران می رویاند، و آنرا وسیلہ قوتِ مردم میگرداند، ورنہ ذاتیکہ مائدہ را بہ بنی اسرائیل نازل میفرمود میتواند کہ بغیر از توسط باران مرغ پختہ را بخانہ ہر کس برساند پس سبب و عادت یک امر ضروریست بنابرآن اولیای کرام نیز در عروج حیاتِ خود اول مناسبت فی الجملہ بصفات اضافیہ و فعلیہ پیدا کردہ و بعد بعد دنو رِ صفاتِ فعلیہ مناسبت بصفاتِ ثبوتیہ بہم میرسانند و بعد بسبب انعکاس نور صفات ثبوتیہ لائق تجلیاتِ ذاتیہ میشوند:

سوال: صوفیہ کرام میفرمایند کہ صفاتِ او تعالی ظلالِ ذاتِ او تعالی میباشد و کمالاتِ

صفات مستفاد از کمالاتِ ذات است و این معنی مستلزم حدوث صفات است، و حالانکہ مقرر اهل سنت و جماعت است کہ صفاتِ ثمانیہ او تعالیٰ قدیم اند:

جواب: این ظل لازم آن اصل است وهیچ تاخراز ان ندارد و نمی بنی کہ نور شمع ظل آن شمع است، ونور آفتاب ظل آفتابست، لیکن تقدم و تاخر زمانی درین آفتاب، و نور آفتاب وجود ندارد، دلیل کشفی زیادتی صفاتِ ثمانیہ او تعالیٰ اینکہ محققین صوفیہ کرام، وجود خارجی، و تمائز صفاتِ مقدسہ را مشاهده میکنند، ومیفر مایند کہ صفاتِ ثمانیہ او تعالیٰ درخارج موجود اند واز ذات او تعالیٰ ممتاز اند، و امتیاز آن موطن بیچون، نیز بیچونست، وان امتیاز بمثل امتیاز عالم امکان است،

ومیفر مایند کہ دروقت ابتدای شہود مراتب وجوب بسبب ضعف بصیرت عارف وغلبہ شعشعان تجلی ذاتی صفات مشہود نمیشوند اما وقتیکہ دیدۂ بصیرت عارف را بکمل نور تجلی ذات منور میسازند درانوقت صفات را از ذاتِ او تعالیٰ جدا می بیند و انعکاس ہر صفت را در وجود خود مشاهده میکند واین اعطای بصیرت از کمالِ عنایت او تعالیٰ است کہ عارف را بنعمت تجلی ذات مقدس خود مشرف میگرداند بیت

تو مرا دِل ده و دلیری بین	روبہ خویش خوان و شیری بین
اگرچہ این لحظہ ممکن کارشب نیست	زبخت مقبلان این هم عجب نیست

پوشیده نماند کہ صفاتِ او تعالیٰ از صفاتِ بندگان برتر و بجامع تر اند یعنی ہرکدام از صفات ثمانیہ متضمن کمالاتِ صفاتِ دیگری است مثلاً

سمع او تعالیٰ دارای بصیرت، وبصر او تعالیٰ دارای سمع میباشد وعلی هذا القیاس زیرا کہ صفات او تعالیٰ از هرحیث کامل واز نقص مبرا می باشند۔

وصفات بندگان نہ چنانست زیرا کہ سمع ما درشیندن زنده، ودر دیدن مرده است وبصر ما در دیدن زنده، ودر شیندن مرده است، خلاصہ اینکہ حضرت امام درین مکتوب شریف بحضور شیخ المشائخ قدوم ماه مبارک رمضان رانعمت بزرگ دانستہ تبریک میدهند، حضرت امام میفر مایند

که ماه مبارک را با قرآن مجید مناسبت تمام است یعنی تمام کمالات اصلی در قرآن وصفت الکلام است، وتمام برکات ظلی در رمضان:

تذکرہ: کمالات اگر در واجب است، و یا در ممکن کمالات ثمانیہ متضمن آنست یعنی حیات وعلم، وقدرت، وارادہ، وسمع، وبصر، وکلام، وتکوین، خلاصہ اینکہ ہیچ کمالی نیست کہ کمالات ثمانیہ متضمن اُن نبودہ باشد وتخلیق وترزیق، واحیاء، واماتت، وغیرہ ظلال این کمالات اند وتمام صفاتِ بندگان اثر ظلال کمالاتِ ثمانیہ است واصل آن کمالات در عالم وجوب، وظل آن در عالم امکانست، وممکن غیر از ظل کمالاتِ ثمانیہ ہیچ کمال دیگری

ندارد: چرا علم ما پرتو علم او تعالی وقدرت ما پرتو قدرت او تعالی است

وآنچہ حضرت امام میفرماید کہ قرآن مجید حاوی جمیع کمالات ذاتی ویشونی است در سابق معلوم شد کہ یک صفت او تعالی دارای تمام صفات ثمانیہ است بنابرآن صفت الکلام دارای تمام صفاتِ ثمانیہ وشأن الکلام حاوی تمام یشوناتِ ذاتیہ میباشد وآنچہ میفرماید کہ داخل دائرہ اصل است، یعنی تمام صفاتِ او تعالی از عالم وجوب است وداخل دائرہ اصل اند وظلال صفاتِ ثمانیہ داخل دائرہ ظل وممکنات در دائرہ دیگر ظلیت وجود دارند یعنی ظل الظل میباشند بنابرآن تمام خیرات وبرکات اصلی در قرآن مجید بودہ وتمام برکات ظلی در ماہ مبارک رمضان است چنانچہ در حدیث شریف وارد است کہ تمام برکات در ماہ رمضان نازل وبعد برتمام سال تقسیم میشود، وآنچہ حضرت امام کمال حقیقت محمدی را بیان میفرماید وآنرا ظل حقیقت قرآنی میدانند بیان آن قرآنی است

کلام او تعالی دارای مراتب چہارگانہ میباشد چنانچہ کلام لفظی کلام اللہ الات وصفتہ الکلام کلام اللہ است وشان الکلام نیز کلام اللہ است وچون صفات در مرتبہ ذات عین ذات اند بنابرآن در مرتبہ ذاتِ مقدس او تعالی اللہ کلام نیز صادق است وحقیقت محمدی کہ ان حقیقت بابرکت را قابلیت اولی می نامند عبارت از شان العلم است، وشان العلم بلکہ تمام

شیون ظلال اوتعالی میباشد پس ثابت شد کہ حقیقتِ محمدی ظل حقیقت قرآنی است زیرا کہ در مرتبہ مقدس اللہ کلام حقیقت قرآنی ثابت است، و حقیقت محمدی کہ عبارت از شان العلم است ازان پایان تر است پس ثابت شد کہ حقیقت قرآنی اصل و حقیقت محمدی ظل آنست اگر چہ در مرتبہ ذات اوتعالی اللہ علم نیز صادق است، اما حقیقت محمدی در مرتبہ شیون است، نہ در مرتبہ ذات اوتعالی، بنابرآن حقیقت قرآنی اصل است و حقیقت محمدی ظل آن:

وآنچہ میفرمایدکہ قابلیت اولی نہ قابلیت ذات است مراتصاف جمیع حسنات را۔

تبصرہ: ہر انسان دارای دو حقیقت است،

یکی حقیقت وجوبی است، و دیگر حقیقت امکانی،

حقیقت امکانی، عبارت از عالم خلق، و عالم امر انسان است، و حقیقت وجوبی، عبارت از مبدأ فیض آن شخص است در عالم وجوب، چنانچہ مبدأ فیض آنحضرت ﷺ شان العلم است، و مبدأ فیض سیدنا موسیٰ صفت الکلام است، و مبدأ فیض سیدنا عیسیٰ صفت القدرت است، و مبدأ فیض سیدنا آدم صفت التکوین است و مبدأ فیض سیدنا نوح، و سیدنا ابراھیم علیہما السلام صفت العلم است، یعنی شان العلم مبدأ فیض آنحضرت ﷺ

و تفصیل علم مبدأ فیض حضرت ابراھیم و برزخ اجمال و تفصیل علم مبدأ فیض حضرت نوح علیہما السلام است چونکہ وجود برزخ فرع وجود طرفین است بنابرآن حضرت ابراھیم پیش قدم است: و حضرات انبیاء دیگر باین حضرات اولوالعزم در مبادی فیوض شرکت دارند و مبادی فیوض اولیاء کرام ظلال صفات ثبوتیہ میباشد مگر مبادی فیوض اولیا محبوبان و محمدی المشربان ظل شان العلم است، و مبدأ فیض بآن اعتبار گفتہ میشود کہ فیضی کہ از ذاتِ اوتعالی بآن شخص میرسد بواسطہ آن صفت، و یا بتوسط ظل آن صفت و نیز در وقت کہ انسان از کدورات بشری صافی شود آن شخص مظہر آن صفت خواہد گشت و تجلی آن صفت در وجود او ظاہر خواہد بود،

پوشیدہ نماند کہ اولیاء کرام در مبدأ فیض آنحضرت اقوال مختلفہ دارند و ہر کدام شان از

مکشوف خود بیان میفرماید، زیرا کہ اختلافِ اولیاء اختلاف استدلالی نیست بلکہ تفاوتِ اختلاف احوال است، بنابرآن در مبدأ فیض آنحضرت بعضی اولیاء فرمودہ اند کہ حقیقت محمدی قابلیت ذاتِ اوتعالیٰ است بر جمیع صفات را،

وحضرت امام کہ کشف وسیر شان بلندتر است میفرماید کہ نہ چنانست بلکہ حقیقت محمدی قابلیت ذات است مرشان العلم را کہ فوق صفات است ومشتمل برتمام صفات وشیونات است وظلال این شان جامع، کہ جزئیات آن شانِ کلی میباشد مبادی فیوض اولیا. محمد المشرب است واین شان جامع کلی ظلال وجزئیات بسیار دارد بنابرآن یک جزئی آن مبدأ فیض یک شخص وجزی دیگر آن مبدأ فیض دیگری است خلاصہ اینکہ قابلیت شان بہ نسبت قابلیت صفات بلند وعالی است ومبدأ فیض آنحضرت آن مرتبہ بلند است، وآنچہ میفرماید قابلیت اتصاف کہ مناسب خانہ صفات است حقائق انبیاء دیگر است، علیہم الصلاۃ والتسلیمات:

تبصرہ: مبدأ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلوم شد، ومبدأ فیض حضرات انبیاء دیگر قابلیت ذات است بر جمیع صفات راواین قابلیت ذات مرصفات را حقائق متعددہ گشتہ شامل تمام حقائق انبیاء عظام است یعنی قابلیت ذات مرصفت العلم را مبدأ فیض حضرت نوح وحضرت ابراھیم علیہما السلام است وقابلیت ذات مرصفت الکلام را مبدأ فیض حضرت موسیٰ ومرصفت القدرت را مبدأ فیض حضرت عیسیٰ ومرصفت التکوین را مبدأ فیض حضرت آدم است علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام واولیاء کہ برقدم ہر یکی ازین بزرگواران اند مبادی فیوض آنہا ظلال این صفات مقدسہ میباشد واولیاء محمدی المشرب کہ تحت قدم آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام میباشند بسادی فیوض انہا ظلال شان العلم است:

تذکرہ: قابلیت نسبتی است درمیان ذات، وشیونات: ویا درمیان ذات، وصفات، ونسبت ظل طرفین میباشد، وحکم آن حکم طرفین است پس در قابلیت ذات اوتعالیٰ

مرشان العلم را یک طرف قابلیت ذات او تعالی، وطرف دیگر شان العلم است و
در قابلیت ذات مرصفات را یک طرف آن قابلیت ذات او تعالی و طرف
دیگر آن قابلیت صفات است و چون ذاتِ او تعالی موجود خارجیست و شان امر
اعتباری و عین ذات است پس قابلیت شان العلم راجع بذات او تعالی است، و در
قابلیت ذات، مرصفات را، قابلیت رنگ صفات را گرفته زیرا که ذات او تعالی
بالاکیف است قابلیت رنگ اور اگرفته نمیتواند، وصفات بوجود خارجی موجود
اند پس این قابلیت بصفات راجع است نه بذاتِ مقدس،

خلاصه اینکه

مبدأ فیض حضرات انبیاء دیگر صفات میباشند

و مبدأ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شان بود که بذات او تعالی راجع است ازین سبب تجلی
ذاتی خاصه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و برای انبیاء دیگر بطفیل آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و برای اولیاء
این امت بتبع آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرسد و امتان دیگر باین نعمت سرفراز شده اند۔

تذکره دوم: بعضی اولیاء کرام حقیقت محمدی را در بین عارف و ذات او تعالی حائل میدانند، و
نزد بعضی اکابر این حیلوله نیست، این اختلاف مبنی بر اختلاف احوال و مقامات
است، یعنی کسانیکه عروج شان از صفات بالا نرفته۔ گفته اند که حقیقت محمدی
عبارت از قابلیت ذات است مرصفات را، و نیز گفته اند که حقیقت محمدی همیشه
حائل است اکابری که عروج شان از صفات بلند رفته فرموده اند که حقیقت محمدی
قابلیت ذات است مرشان العلم را،

و گفته اند که حقیقت محمدی حائل نیست زیرا شان وجود خارجی نداشته و یک امر
انتزائی است، و امور منتزعه حائل شده نمیتوانند،

وصفات چون وجود خارجی دارند بنابر آن حائل میشوند،

حضرت امامؒ، در مکتوبی از بزرگی نقل میکنند که بی بی رابعه بصری نیز از آن جمله

است کہ حقیقت محمدی را حائل نمید اند

سوال: تمام کمالات ایمانی وعرفانی مربوط بتوسط ومتابعت آنحضرت ﷺ است وشخصیکہ از حقیقت محمدی بگذرد وبدون توسط آنحضرت ﷺ استفادہ نماید چگونہ اورا تابع و پیرو آنحضرت ﷺ گفتہ بتوانیم

جواب: متابعت آنحضرت ﷺ بدو معنی است:

اول: متابعت بمعنی پیروی شریعت، ومتابعت سنت آنحضرت است ﷺ

دوم: بتوسط آنحضرت اخذ کمالات وعروجات میسر میشود،

متابعت بمعنی اول: برای هرکس از عارف وغیر عارف تابقیام قیامت واجب بلکہ فرض ست اما

متابعت بمعنی ثانی: تابوقتی است کہ عارف بحقیقت محمدی نرسیدہ باشد وقتیکہ عارف بسبب متابعت آنحضرت ﷺ بحقیقت محمدی برسد آن عارف، آن وقت میتواند کہ بدون توسط آنحضرت ﷺ نیز از عالم وجوب استفادہ کند، رسیدن عارف بحقیقت محمدی نیز از خصائص کمالات محبوبیت آنحضرت است ﷺ کہ تابع کامل او بدون توسط او، از دربار مقدس کبریا استفادہ کردہ میتواند چنانچہ شخصی کہ بادشاہ وقت قربیت بسیار داشتہ باشد وغلام خود را بادشاہ معرفی کند آن غلام معرفی شدہ میتواند کہ بدون حضور بادار خود بحضور بادشاہ مشرف شود،

وشخصیکہ بحضور بادشاہ آنقدر قریب نداشتہ باشد غلام او بدون حضور او بحضور بادشاہ مشرف شدہ نمیتواند بیت

گر عشق نبودی و غم عشق نبودی   چندین سخن لغز کہ گفتی کہ شنیدی

آنچہ میفرماید کہ ان قابلیت محمدیہ برزخ است میان ذات جلشانہ ومیان این قابلیت ...ی باید کہ محمدی المشربان اول بحقیقت محمدی برسد بعد ازان بذات بلاکیف اوتعالی خواھند رسید۔

سوال: چون حقیقت محمدی شان العلم است وشان امر اعتباری است و وجود خارجی ندارد پس چگونہ در بیان حق تعالی و بین اولیا محمدی المشر بان برزخ خواهد شد،

جواب: برزخ درین جا بمعنی حائل نیست بلکہ عبارت از مرتبہ متوسط است یعنی تا عارفان بہ آن مرتبہ نرسند بذات او تعالی نمیرسند اگرچہ آن مرتبہ قابل حیلولت نبوده باشد: وآنچہ میفرماید، مقام قطبیت منشأ دقائق علوم مقام ظلی است، و مقام فردیت واسطہ ورود معارف دائرۂ اصل:

تبصرہ: عارفیکہ کمالاتِ نبوت نبی را بانجام برساند، بمقام امامت رسیده باشد اگر از اہل منصب بوده بمنصب امامت سرفراز خواهد شد و اگر از اہل منصب نبوده بکمالات مقامِ امامت سرفراز خواہد بود، و مرتبہ امامت بلندترین مراتب ولایت است، عارفیکہ کمالات لایت نبی را بانجام رسانیده باشد اگر از اہل منصب است بمنصب خلافت سرفراز خواہد شد والا کمالاتِ خلافت باد حاصل است، منصب خلافت اگرچہ از منصب امامت پایان تر است، زیرا کہ کمالاتِ خلافت، تجلیات صفاتِ او تعالی است و داخل دائرۂ اصل است، اما مقام امامت کہ معارف ذات او تعالی است ازان بلندتر است و مقام قطب ارشاد، و قطب مدار ظل مقام اصل است کہ بظلال صفاتِ او تعالی مربوط است، و قطب فرد، اگرچہ مثل خلیفہ نیست لیکن از اصل خبردار است وحصہ او در مقام اصل بہ نسبت قطب ارشاد، و مدار، زیادہ تر است۔

تبصرہ: خدمت قطب مدار، کارہای نیبی است، مثل نجات کشتی از غرق و دفع شیر، واژدھا، وغیرہ، و در وصولِ ارزاق، و نزول باران، نیز او را دخل است و خدمت قطب ارشاد، ارشاد، وہدایت خلق است، و قطب فرد: چندان نزول ندارد، واکثر درعروج میباشد ازینجا است کہ حضرت خواجہ محمد پارسا، چندان ارشاد نمیکردند۔ واگر قطب فرد: نزول فرماید فائدہ ارشاد او از فائدۂ قطب ارشاد بلندتر است،

سوال: قطب ارشاد محمدی المشرب میباشد، ومحمدیان از مقام اصل خبردار میباشند، و حالانکه درسابق تذکار یافت کہ قطب ارشاد درمقام ظلال است

جواب: شاید مراد حضرت امام آن باشد کہ معارف اصلی قطب فرد بہ نسبت معارف اصلی قطب ارشاد زیادہ تر است، نہ آنکہ قطب ارشاد از اصل خبری ندارد: انتہی

(مسئلہ حلق شوارب)

بمولوی محقق العصر علامہ عبدالحکیم صاحب قادری ونقشبندیؒ مدرس دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لوھاری منڈی لاہور صدور یافتہ دربیان آنکہ (ذریعہ نامہ ۱۹، ۱۱، ۱۲، ق ھ) نوشتہ بود کہ شخصی، حضرت میاں محمد سیفی صاحب رامکتوب ارسال کردہ است کہ حلق شارب ممنوع وبدعت ابدا اوراترک باید کرد وبطور استشہاد دو، حوالہ درج کردہ

۱۔ لیس منا من حلق الشارب (الحدیث) بحوالہ غنیہ طبع مصر

۲۔ در روح ابیان است والسنتہ تقصیر الشارب فحلقہ بدعتہ ج ۱ صفحہ ۲۲۲ روح البیان

درین مسئلہ ازآنجناب ہدایت وراہنمائی مطلوب است۔

۱۔ مستفتی محقق العصر علامہ مولوی محمد عبدالحکیم صاحب شرف قادری نقشبندی مدرس دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی لاہور

۲۔ مجیب: مجدد ماتہ حاضر ۱۴۱۲ھ ق شیخ المشائخ سیف الرحمٰن آخندزادہ پیرارچی خراسانی مقیم منڈی کس کجوری بارہ پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمدُ لِلّٰہِ و الصلوٰۃُ و السلامُ علیٰ رسولِ اللّٰہِ ﷺ

ناصر السنۃ الغراء، وقامع البدعۃ الظلماء جامع العلوم النقلیۃ والعقلیۃ۔ مولانا العلامۃ محمد عبدالحکیم صاحب شرف قادری، نقشبندی مدرس دارالعلوم نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی لاہور

عزیز من میاں محمد سخی مخلص من گلزار احمد سخی صاحب السلام علیکم و علٰی من لدیکم والسلام علیٰ مَنِ اتَّبعَ الْھُدیٰ خُصُوصاً علیٰ عِبَادِہِ الذین اصْطَفیٰ!

مسئلہ اول بحوالہ غنیۃ کہ در صفحہ ۲۲ اندور است مسلم است کہ صاحب ولایت و دارائے منقبت بزرگ است و مقلد مذہب احمد بن حنبلؒ است و در مذہب خود موثوق است و در سنہ راق ھ ولادتِ مسعود او را نشان دادہ اند اما از اینکہ ما مقلدین مذہب امام ابی حنیفہؒ میباشیم مارا مذہب خود معتبر است منقولست و اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ، ما مقلدین را جائز نیست کہ خلافِ مذہب خود بمذہب دیگری عمل نمائیم چنانچہ دریبارہ در جلد ۲ ص ۳۷۲ ردالمحتار فیصلہ شدہ است کہ میگوید:

فاما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذہب ابی حنیفۃؒ فلایملک المخالفۃ فیکون معزولا بالنسبۃ الی ذالک الحکم

ترجمہ پس قاضی مقلد ولایت دارد کہ حکم نماید بمذہب امام ابی حنیفہؒ و صلاحیت مخالفت ندارد پس اگر مخالفت نمود از آن معزول میگردد از قضاء بسبب آن حکم مخالفش، بنابرین ہرگاہ کہ قاضی بمذہب امام مالکؒ دیا دیگر کدام مذہب حکم نماید دران دم معزول میگردد و حکم ان نافذ نمی ماند۔ پس ما مقلدین را درین مسئلہ نیز حکم است کہ تمسک بمذہب خود داشتہ باشیم۔

علامہ ابن نجیم مصری کہ از لقب ابو حنیفہؒ ثانی برخودار است در بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۶۵ کتاب المفقود مگرید واعجب من المشائخ کیف یختارون خلاف ظاہر المذہب مع

انه واجب الاتباع علی مقلدی ابی حنیفةً

ترجمہ جای تعجب است از بعضی مشائخ کہ چگونہ خلاف ورزی میکنند از ظاہر مذہب و درحالیکہ بر پیروانِ مذہب امام ابوحنیفہ متابعت ان واجب است ، نہ غیر آن ، از دیگر مذاہب جلد۲ صفحہ۳۳ انفع الرسائل فی متفرقات المسائل) یا حفہ سائل فارسی مسئلہ دوم کہ در روح البیان در صفحہ۲۲۲ مذکور است کہ والسنۃ تقصیر الشارب فحلقہ بدعۃ)

میدانیم کہ روح البیان از تالیفاتِ الجامع بین البواطن والظور منبع جمیع العلوم مولانا و مولی الروم الشیخ اسماعیل حقی البروسوی قدس سرہ میباشد ووفات او در سنہ ۱۱۳۷ ق ھ است کہ وی نہ از طبقہ مجتہدین فی الشرع است ، ونہ از طبقہ مجتہدین فی المذھب است ونہ از طبقہ مجتہدین فی المسائل است ونہ از طبقہ اصحاب تخریج است ونہ از اصحاب ترجیح است ونہ مفتی فی المذھب است ، وَقَدْ لابد للمفتی ان یعلم حال من یفتی بقوله و لا یکفنیه معرفته باسمه و نسبه بل لابد من معرفته فی الروایة و ددجته فی الدرایه و طبقته من طبقات الفقهاء لیکون علی بصیرة فی التمیز بین القالین المتخالفین و قدرة کافیة فی الترجیع بین القولین المتعارضین جلد ا صفحه ۵۲ ددالمختار . علامه سید احمد الطحطاوی الحنفی که از طبقات مجتهدین است در مرتبه از مصنف روح البیان عدالت فوق میباشه وی در مصنفه خود حاشیه الطحطاوی علی الدرالمختار درین باب حینین مینویسد (وقع فی بعض العبارات التعبیر بالقص و فی بعضها التعبیر بالحلق ففی الهندیة ذکر الطحاوی فی شرح الآثار ان قص الشارب حسن و تفسیره ان یوخذ منه حتی ینقص من الاطار وهو الطرف الاعلی من الشفته العلیا . قال و الحلق سنة وهو احسن من القص هذا قوله حمه الله تعالی و صاحبیه رحمهما الله تعالی کذافی محیط السرخسی و

عبارۃ المجتبیٰ و حلق الشارب بدعة والسنة فی القص صح حلقه سنة نسبه الی ابیحنیفۃ و صاحبہ جلد ۴ صفحه ۲۰۳ ابوالاسفار علامہ علی محمد البلخیؒ در مصنفہ خویش (انفع الوسائل فی متفرقاۃ المسائل) بنقل از کتب معتبرہ می نویسد کہ سوال کردہ لہ تراشیدن بروت سنت است یا بدعت،

جواب: نوشتہ اند کہ در مرقاۃ باب السواک ج ا صفحہ ۳۰۱ طبع بیروت سہ قول آوردہ۔ اول مکروہ[۱]۔ حرام[۲]۔ سنت[۳]۔ حرام از انجہت گفتہ کہ دران مثلہ می اید و مثلہ حرام است در شرح سفر السعادت صفحہ ۴۹۴ و نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۹ مذکور است کہ مشابہ مذہب امام مالک کو میباشد شیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح سفر السعادت ص ۴۹۴ میگوید ولیکن بودن مذہب حنفی در (سنیت حلق شارب محل تردد است باآنکہ ظاہر از کتاب اشیان آنست کہ سنت قص کوتاہ کردن است یعنی القدیر تراشیدن انتہی قولہ چنانچہ در ھدایہ کتاب الحج باب الجنایات عین شئ مذکور است اما این سخن قابل تحقیق است زیرا کہ در فتح جلد ۲ صفحہ ۴۴۶ و عنایہ شرح دیگر ھدایہ برحاشیہ فتح القدیر درھمان صفحہ مذکور است کہ قص ان مذہب بعض متاخرین احناف است۔

ازین دو نقل معتمد تصریح میشود کہ قص ان قول بعض علمای احناف بودہ علامہ ابن نجیم المعروف بہ ابوحنیفہ ثانی در بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۱ باب الجنایات میگوید کہ صاحب ہدایہ از قول امام محمدؒ در جامع صغیر گمان کردہ کہ سنت کوتاہ کرون کردن است و درین قولش رونمودہ بر امام طحاوی کہ طرفدار حلق است و ازیں گمان وی (صاحب ھدایہ) درست نیست زیرا کہ امام محمدؒ در صدر بیان سنیت ان نبودہ بلکہ منظور امام محمدؒ اثبات جنایت بودہ بہ دور کردن موے بہر طریقہ کہ باشد علامہ شامی کہ در صدر ایراد اقوال مفتی بہ است میفرماید (وذکر الطحاوی ان الحلق سنۃ ونسب ذالک الی العلماء الثلاثۃ) ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاسراء جلد ۵ صفحہ ۳۸۹۔

ترجمہ: طحاوی بیان نمودہ کہ تراشیدن بروت سنت است واین قول رانسبت کردہ نمودہ بہ امام ابوحنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کہ بہ علمای ثلاثہ مشہورند۔

طحاوی کہ اعراف مذہب حنفی و بگفتہ شیخ عبدالحق قدوہٗ علمای متقدمین است علامہ لکھنوی درفوائدالبہیہ فی تراجم الحنفیہ صفحہ ۳۳ علاوہ نمودہ میگوید کہ طحاوی مجتہد است ورتبہ ان ازامام ابو یوسف وامام محمد کم نیست۔

درفتاوی عالمگیری جلد۵ صفحہ ۳۵۸ کتاب الکراھیۃ باب لوزدھم ہتقل از امام طحاوی آوردہ کسمو کفتاہ کرون بروت خوب است، وتراشیدن ان خوبتر، واین قول امام ابوحنیفہؒ صاحبینؒ ایشان است،

علامہ زیلعی درشرح کنز جلد۲ صفحہ ۵۵ ومحدث شہیر احناف علامہ عینی شارح بخاری در رمزالحقائق جلد۱ صفحہ ۱۰۲ میگوید کہ امام طحاوی گفتہ است کہ بقول ابوحنیفہؒ سنت تراشیدن بروت است، چنانچہ محشی زیلعی درین موودو حلق آنرا از حدیث ابوھریرۃ وعبداللہ بن عمرؓ برحدیث قص ترجیح میدہد کہ قابل ملاحظہ ویادداشت است۔

سوال: ازایراداقوال ماتقدم دانستہ شد کہ برنزد امام طحاوی حلق آن بہتر است درحالیکہ در شرح معانی الآثار امام طحاوی مذکوراست کہ احفای آن بہتر است۔

جواب: امام طحاوی درشرح معانی الاثار کتاب الکراھیۃ جلد۳ صفحہ ۳۷ بابی راعنوان باب حلق الشوارب ترجمہ نمودہ ودرین باب احادیث موردو بحث بالفاظ مختلف و روایات متعدد جمع نمودہ وبعد از تحقیق مزید حلق آنرا از حدیث احفاء ثابت نمودہ زیراکہ احفاء بمعنای استیصال است واستیصال ازبیخ وبن برکندن رامیگویند این معنی وقتی درست میشود کہ درقص ان مبالغہ شودتا اینکہ مانند حلق نمایان شود۔

چنانچہ درمنتخب اللغات نوشتہ کہ احفاء بروت رابسیار گرفتن۔ وبسیار معنای مبالغہ آنست در فارسی۔ امام طحاوی نیز دری موروود از فعل عبداللہ بن عمرؓ کہ دربین اصحاب کرام یگانہ پیروسنت است احفای آنرا بحد شف نقل نمودہ یعنی مردم گمان

میکروند کہ آنرا توسط دست مثل موی زیربغل کندہ باشد۔

در روایت دیگر آوردہ کہ بیاض جلد اُن ویدہ می شد، ودر روایت سوم اشد احفاء مذکور است کہ درھمہ صورت احفای اُن شبیہ تمام با حلق داشتہ۔ درین صورت درمیان احفا وحلق امتیازی باقی نمی ماند بجز انیکہ احفا توسط مقراض صورت میگرو و حلق توسط پاکی۔

ودیگر برعلاوہ از ابن عمرؓ از اشخاص ذیل احفای انرا نقل میکنند۔

انس بن مالکؓ، واثلۃ بن الاسقع، ابوھریرۃ، ابوسعید الخذری، ابوسید سعید الساعدی، رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، مسلمۃ بن الاکوع، سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بہرصورت قص آن نیز قرار یکہ گفتہ شد رواست بلکہ حسن است تنہا در حلق آن نوعی زیادت ثواب است چنانچہ امام طحاوی درآخیر باب حلق الشوارب میگوید وفیہ من اصابۃ الخیر مالیس فی القص۔

درحاشیہ سنن ابی داؤد بعد از تعیین اولویت احفا بنقل از طبری وسیوطی میگوید کہ یکہ ارادہ محافظہ سنت وا داشتہ باشد گاہی بہ احفا حلق عمل نمائید وگاھی بہ قص۔ واللہ اعلم بحقائق الاقائق کمہا ابوداؤد صفحہ ۸ حاشیہ ۳: ۳۸ وصد مسائل ودر کتاب ھدایۃ الابرار الی طریقۃ الاخیار درین باب نیز بحث کافی راندہ است قال۔ ذکر الطحاوی فی شرح الآثار قص الشارب حسن وتقصیرہ أن یاخذ حتی ینقص من الاطار وھو الطرف الاعلیٰ من الشفۃ العلیا قال الطحاوی (والحلق سنۃ) وھو احسن من القص وھذا قول ابی حنیفۃؒ وصاحبیہ کذا فی محیط السرخسی وفی شرح معانی الآثار لابی جعفر الطحاوی عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفطرۃ عشرۃ فذکر قص الشارب۔ وعن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ وعن ابی ھریرۃؓ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال الفطرۃ خمس ثم ذکر مثلہ۔

وعن المغیرۃ بن شعبۃؓ ان رسول اللہ ﷺ رأی جلا طویل الشارب فدعا بسواک کاشعرہ ثم شارب الرجل علی عود السواک۔ قال ابو جعفر مذھب قوم من اھل المدینۃ

الی هذه الآثار واختار و الیها قص الاشارب علی احفائه ۔وخالفہم فی ذالک آخرون فقالوا بل یستحب احفاء الشوارب و نراہ افضل من قصها. واحتجوا فی ذالک بماروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجز شاربہ و کان ابرھیم علیہ السلام یجز شاربه ۔وعن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اَحْفُوا الشوارِب واعفوا اللحیٰ. وعن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوُ الشوارب وارخوا اواعفو اللحی فهذا رسول الله صلی الله علیه وسلم قدار باحفاء الشوارب فبثت بذالک الاحفاء علی ماذکرنا فی حدیث ابن عمرؓ و فی حدیث ابن عباسؓ وابی هریرةؓ جزوالشوارب فذاک یحتمل ان یکون جزا معه الاحفاء و یحتمل ان یکون علی ما دون ذالک فقد ثبت مارضة حدیث ابن عمرؓ بحدیث ابی هریرةؓ عمار بن یاسرؓ و عائشةؓ الذی ذکرنا فی اول هذا الباب و اما حدیث مغیرةؓ فلیس فیه دلیل علی شی لانه یجوز ان یکون النبی صلی الله علیه وسلم فعل ولم یکن بحضرته مقروض بقدر علی احفاء الشارب و یحتمل ایضا حدیث عمارؓ و عائشةؓ و ابی هریرةؓ و فی ذالک معنی آخر یحتمل ان تکون الفطرة هی اتی لابدمنها وهی قص الشارب وماسوی ذالک فضل حسن فثبت الاثار کلها التی رویناها فی هذاالباب ولا تضاد و یجب شیبوتها ان الاحفاء افضل من القص وهذا معنی هذاالباب من طریق الآثار. واما من طریق النظر فان رأینا الحلق قد امربه فی الاحرام و رخص فی التقصیر فکان الحلق افضل من التقصیر و کان التقصیر من شاء فعله ومن شاء زاد علیه الا انه یکون بزیادته علیه اعظم اجراً ممن قص فالنظر علی ذالک ان یکون کذالک حکم الشارب قصه حسن و احفائه اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ وھذا مذھب ابی حنیفۃ وابی یوسف و

محمد رحمہم اللہ انتہی صفحہ ۱۳۳۔

فی الحامدیہ۔ وقال الحافظ ابن الحجر فی شرح البخاری ورد الجز بلفظ القص فی اکثر الاحادیث۔ ورد الجز بلفظ الحلق فی روایۃ النسائی۔ د بلفظ جزوا عند مسلم۔ بلفظ احفوا و بلفظ انھکوا، وکل ھذہ الالفاظ تدل علی ان المطلوب المبالغۃ فی الازالۃ لان الجز بالجیم والزاء الثقیلہ قص الشعر والصوف الی ان یبلغ الجلد۔ والاحفاء بالمھملۃ والفاء الاستقصاء ومنہ حتی احفوہ بالمسئلۃ قال ابوعبیدالھروی معناہ الزقوا الجز بالبشرۃ قال الخطابی ھو بمعنی الاستقصاء۔ والنھلک المبالغۃ فی الازالۃ۔

قال الطحاوی لم ار عن الشافعیؒ فی ذالک شیئا منصوصاً واصحابہ الذین رأیناھم کالمزنی والربیع کانوا یحفون وما اظنھم اخذوا ذالک الاعینہ۔ وکان ابوحنیفہؒ یقول الاحفاء افضل من القص واغرب ابن العربی فنقل عن الشافعیؒ انہ یستحب حلق الشارب وقال الاثرم کان احمد یحفی شاربہ احفاء شدیداً، ونص علی انہ اولیٰ من القص انتہی صفحہ ۳۶۳۔

وفی العینی شرح صحیح البخاری فی باب قص الشارب فی شرح قولہ وکان ابن عمرؓ یحفی شاربہ حتی ینظر الی بیاض الجلد الخ قولہ یحفی من الاحفاء۔ قمال اھی شعرہ اذا استاصلہ حتی یصیر کالحلق ولکون احفاء الشارب افضل من قصہ عبر الطحاوی بقولہ باب حلق الشارب انتہی جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۱ وفیہ ایضاً فی شرح قولہ من الفطرۃ قص الشارب قولہ من الفطرۃ ای من السنۃ قص الشارب، والقص من قصصت الشعر قطعۃ ومنہ طیر مقصوص الجناح وفی ھذا الباب خلاف فقال الطحاوی ذھب قوم من اھل المدینۃ الی ان قص الشارب ھو المختار علی الاحفاء الی قولہ وقال عیاض ذھب کثیر من السلف الی منع الحلق والاستیصال فی الشارب وھو مذھب مالا ایضاً وکان یریٰ حلقہ مثلۃ ویامر بادب فاعلہ وکان یکرہ ان یأ خذ من اعلاہ واستحب ان یوخذ حتی یبدو الاطار وھو طرف الشفۃ۔ وقال الطحاوی وخالفھم فی ذالک آخرون فقالوا بل یستحب احفاء الشوارب ونراہ افضل من قصھا۔ قلت ارادو بقولہ الآخرون جمھور السلف منھم اھلا الکوفۃ ومکحول ومحمد بن عجلان ونافع مولی ابن عمرؓ وابو حنیفہؒ وابو یوسفؒ ومحمدؒ فانھم قالوا المستحب احفاء

الشارب وھو افضل من قصھا و رووا ذالک عن فعل ابن عمر و ابی سعید الخدری و رافع بن خدیجہ و سلمۃ بن الاکوع و جابر بن عبد اللہ و ابی السید و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ و فی العینی علی الھدایۃ فی کتاب الحج فی ذیل شرح قولہ ولقطۃ الاخذ من الشارب تدل علی انہ ھو السنۃ دون الحلق و فی المختار حلقہ سنۃ و قصہ حسن و فی المحیط الحلق احسن من القص وھو قول ابی حنیفۃ و صاحبیہ رحمہما انتہی صفحہ ۱۵۳۲۔

و فی رد المحتار۔ واختلفوا فی المسنون فی الشارب ھل ھو القص او الحلق والمذھب عند بعض المتاخرین من مشائخنا انہ القص و قال الطحاوی القص حسن والحلق احسن وھو قول علمائنا الثلاثۃ انتہی صفحہ ۲۲۳ و قال الطحاوی لم نجد عن الشافعیؒ شیئا منصوصا فی ھذا۔ و کان المزنی والربیع یحفیان شاربھما الخ واما ابو حنیفۃ و صاحباہ رحمھم اللہ تعالیٰ فمذھبھم فی شعر الراس والشارب ان الاحفاء ای الحلق افضل من التقصیر واما الامام احمد فقال الاثرم رأیتہ یحفی شاربہ احفاء شدیداً انتہی صفحہ ۴۵ و فی الحدیقۃ الندیۃ فی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام احفوا الشوارب و فی معناہ انھکوا الشوارب فی الروایۃ الاخری۔ وجوبا واما حلقہ بالکلیۃ فمکروہ علی الاصح عند الشافعیۃ وصرح مالکؒ بانہ بدعۃ ان اطلاق البدعۃ علی حلق الشارب باطل لان البدعۃ السیئۃ ھی التی لا یکون لھا اصل ولا سند لا من القرآن ولا من السنۃ لا ظاھرا ولا خفیا کما فی مجالس الابرار وغیرہ و حلق الشارب لہ اصل من السنۃ وھو روایۃ النسائی عن ابی ھریرۃؓ قال قال حلقوا الشوارب واعفوا کما فی التنقیح احکام المذاھب ولانہ ای اطلاق البدعۃ مخالف لما صرح بہ فی الکتب المعتبرۃ من ان الشارب مقصود بالحلق یفعلہ الصوفیۃ غیرھم کما فی الفتح والبحر والکفایۃ والعنایۃ والمتخلص فی جنایات الحج روی عنہ لیس منا من الشارب فیہ علی النسخ والتاء ویل اوا الترجیح ولا یجوز العمل الا آخر، واخذ الحنفیۃ بظاھر الحدیث فسنوا حلقہ انتہی جلد ۳ صفحہ ۳۹۶

فان قیل ان ما ذکر فی الھندیۃ ناقلا من المحیط ان حلق الشارب سنۃ فی قول ابی حنیفۃ و صاحبیہ و فی شرح الآثار من قولہ قصہ حسن واحفاہ احسن وافضل وھذا مذھب ابی حنیفۃؒ وابی یوسف و محمد رحمھم اللہ تعالیٰ

وفی تنقیح الحامدیۃ من قولہ وکان ابوحنیفۃ یقول ان الاحفاء افضل من القص وفی العینی علی البخاری من قولہ ویکون احفاء الشارب افضل من قصہ عند الطحاوی بقولہ باب حلق الشارب الی قولہ جمہور السلف قالوا المستحب احفاء الشوارب وھو افضل من قصہا ۔ وفی العینی علی الھدایۃ من قولہ وفی المختار حلقہ سنۃ وقصہ حسن وفی المحیط الحلق احسن من القص وھو قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ وفی ردالمحتار من قولہ القص حسن والحلق احسن وھو قول علمائنا الثلاثۃ وفی الحدیقۃ من قولہ واخذ ابی حنیفۃ بظاھر الحدیث مسنونا حلقہ وفی الفتح والبحر والنھایۃ والعنایۃ والمستخلص من قولہم ان الشارب مقصود بالحلق یفعلہ الصوفیۃ وغیرھم وفی البحر من قولہ فبای شیئ حصل الاحفاء حصل المقصود غیر انہ بالحلق بالموسی ایسر منہ بالمقص ای قولہ وبما قررناہ اندفع مافی البدائع من ان الصحیح ان السنۃ فیہ القص دون الحلق ۔ وفی احکام المذاھب من قولہ واما ابو حنیفۃ وصاحباہ رحمہم اللہ فمذھبہم فی الشعر الراس والشارب ان الاحفاء ای الحلق افضل من التقصیر صرح فی ان حلق الشارب وقصہ بان یبدو طرف الشفۃ کلاھما مشروعان فی مذھب الحنفیۃ وان حلقہ افضل من قصہ صفحہ ۲ ھدایۃ الابرار الی طریقۃ الاخیار

محترما ومحققا ھر چند وقت وحال وزمان ومکان تقاضای ان نمیکرد کہ چیزی بنویسد اما چون رغبت شمارا بروجہ اتم وکمال دیدم بتکلف خود را برین امر وخدمت اھل اللہ آورد وسطری چند تسوید نمود والباقی عند التلاقی انشاء اللہ احوال واوضاع انجد ورمع لورحق وتوابع مقرون بمعافیت است لیہ سعما الحمد وسبحانہ المنتر علی ذالک بل علی جمیع النعماء والآلاء وعلی الخصوص علی نعمۃ الاسلام ومتابعہ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم فانہ ملاک الامر ومدار النجات ومناط الفوز بالسعادات الدنیویۃ والاخرویۃ ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی ذالک ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات تحریر میگردد

محب ومحبوب من مولوی صاحب محمد عابد سین سینی السلام وعلیکم

والسلام علی من اتبع الھدی خصوصاً علی عبادہ الذین اصطفی:

بعد از تقدیم سلام کہ طریق مسنونہ خیر الانام است مطلوب اینست کہ محبت نامہ بابت متوصل شدہ کہ آن دارائی مطالبی بود واست انشاءاللہ تعالی مطالب شمار اولو بعد حین پاسخ خو اہم نوشت واکنون بحل مطلب آن مکتوب شما میپردازم کہ تاریخ نداشت، وطریقہ نفی واثبات رامع ترجمہ فارسی خواستار شدہ بودید، اینک نخست بہ ترقیم وترجمہ آن می پردازم

لا الہ الا اللہ

نیست ہیچ احدی لائق عبادت، مگر یک معبود برحق است

سالک (لسان خویشرا بہ حنک علی الصاق کندلب باب ودندان بدندان بندد، ونفس را حبس کند وکلمہ (لا) از ناف در خیال بدماغ رساند وکلمہ (الہ) را بخیال بکتف ایمن فرود آرد، واز آنجا کلمہ (الا اللہ) را بخیال بشدت بر قلب زند بحیث کہ حرارت اثر ذکر در سائر لطائف عالم امر ظاہر گردد،

ہرگاہ نفس تنگی کرد، بہ عدد وتر نفس را برآرد، وبخیال (محمد رسول اللہ) گوید یعنی نفس را رہا کند

وبزبانِ حال این دعا را بخواند،

اِلٰھِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ اَعْطِنِیْ مَحَبَّۃَ ذَاتِکَ وَمَعْرِفَۃَ صِفَاتِکَ:

وباز ہمین طرز برسرکار ذکر رود،

لا الہ الا اللہ در، لا، نفی ازین چہار معنی یکی را در لحاظ نگہ میدارد

اول: لا معبود الا اللہ تاچند مدت مناسب، کہ این معنی در دل راسخ شود۔

دوم: لامقصود الا اللہ تا چند مدت مناسب، کہ این معنی در دل راسخ شود۔

سوم: لاموجود الا اللہ تا چند مدت مناسب، کہ این معنی در دل راسخ شود۔

چہارم: لامطلوب الا اللہ تا چند مدت مناسب، کہ این معنی در دل راسخ شود۔

جواب نامہ دیگر شمارا جداگانہ خواہم نوشت منتظر بودہ باشید توصیہ: بہ خلفاء و یارانِ آنجا تفہیم گردد کہ متبعین و مسترشدین را بہ حفظ امنت باللہ، و شش کلمہ متوجہ و مکلّف سازند، امر را مہمل نہ انگارند، یعنی حکم راعبث نہ پندارند و فقیر نیز باقتضای وقت و مصلحت مسئلہ، بہ عون معین حقیقی تعالیٰ خواہم توانست کہ در اسرع اوقات بہ جواب سوالات شما پر دازم انشاء اللہ تعالیٰ در اخیر گلدستہ تسلیمات فقیرانہ خویشرا بخدمت مجمع الفضائل محمد عبدالحکیم صاحب شرف نقشبندی، قادری، و سائر خلفاء و مسترشدین آنجاء میرسانم فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داذان دسماع پہ وقت کښې

ددوارو لاسونو دا بهامینو یعنې غټو ګوتو دنکو نو سنکولول او په سترګو ینبودل په وقت داورید لو دنوم دسرور کائنات صلی الله علیه وسلم مستحب دی په جامع الرموز کې فرمائي اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرة عیني بک یا رسول الله ثمه یقال اللهم متعني بالسمع والبصر و بعده وضع ظفر الیدین علی العینین فانه صلی الله علیه وسلم یکون قائداله الی الجنت. هم دادول علامه ابن عابدین شامي صاحب په ردالمحتار کنبې په باب الاذان کې لیکې. یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله و عندالثانیة منها قرة عیني بک یا رسول الله ثم یقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائدا له الی الجنة کذافي کنز العباداه قهستاني ونحوه في الفتاوی الصوفیه وفي کتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهد ان محمد ارسول الله في الاذان انا قائده و مدخله في صفوف الجنة و تمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوی و ذکر ذالک الجراحي و اطال ثم قال ولم یصح في المرفوع من کل هذا شئی و نقل بعضهم ان القهستاني کتب علی هامش نسخته ان هذا مختص بالاذان و ما في الاقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع. (ردالمحتار علی الدار المختار ص ۲۶۷ جلد نمبر ۱) علامه شیخ احمد طحطاوی صاحب په حاشیه الطحطاوی کې لیکلې دې. ذکر القهستانې عن کنز العباد انه یستحب ان یقول عند سماع الاولی من الشهادتین للنبي صلی الله علیه وسلم (صلی الله علیک یا رسول الله) و عند سماع الثانیه (قرة عیني بک یا رسول الله) اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ابهامیه علی عینیه انه علیه صلی الله وسلم یکون قائداله في الجن و ذکر الیلمي في الفردوس من حدیث

ابی بکر رضی الله عنه مرفوعا من مسح العین بباطن انملة السبابتین بعد
تقبیلهما عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله و قال اشهد ان
محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی الله
علیه وسلم نبیا حلت له شفاعتی (حاشیه الطحطاوی علی مراقی الفلاح
ص ۱۱۱) حضرت علامه جلال الدین السیوطی صاحب په خپل کتاب
لباب الحدیث کښی په باب فضیلة الاذان ص ۳۲ کښی لیکلے دی. قال
صلی الله علیه وسلم من سمع النداء فقبل ابهامیه فوضع علی عینیه و قال
مرحبا بذکر الله تعالی قرة اعیننا بک یا رسول الله فان شفیعه یوم القیامه
و قائده الی الجنة. مولانه قاضی عالم الدین نقشبندی په مکتوبات امام
ربانی جلد اول اردو ترجمه کښی په ص ۲۰ کښی لیکلی دی چه امام
ربانی صاحب به کله اذان اوریدولو نو دهغه جواب به نې ویلو او شهادت
ثانیه په وخت به یې تقبیل دا بهامینو کولو او ویل بنی قرة عینی بک یا
رسول الله نو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سره خوهغه
عالی شخصیت اولیه هستی وه چه هغه ته (صله بین البحرین) ویلکیږی
او خدای پاک ورلره په علم ظاه اور علم باطن کښی یولوی شان و
ركړی وه نو که چرته دا فعل مستحب نه وائیی نو هغه مبارک به ولی
کولو دمذکوره کتابونو دعبارتو نه داسبه واضحه او ثابته شوه چه تقبیل
د ابهامینو مستحب دی په وقت دا دان ویلو کښی پر شهادت ثانیه باندی
که دسیدو چه عبارتو دلو ستلو نه پس هم خوک انکار کوی نو (الانکار
سبب د المسکر محروم) او که خوک ورته شعار دبریلویانو وائیی نو
داخبره هم منع حقیقت نه لری حکه چه دا مذکوره مصنفین ټول احناف
دی او که خوک ورته بدعت وائیی نو بیا خطر د کفر دی. وما علینا
الا البلاغ المبین

سعبه نشر و اشاعت

دارالعلوم سیفیه منډیکس کحهوری باره

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

کی مشہور تصانیف

- ہدایت السالکین
- تفسیر سیفی (جلد اول)
- مجدد عصر حاضر شاہ خراسان کا تقویٰ
- دلائل سالکین
- معمولات سیفیہ
- انوار سیفیہ
- مسائل عمامہ شریف
- افیتاویہ سیفیہ
- جوابات سیفیہ
- آداب شیخ
- کیا دوسرے شیخ کی بیعت جائز ہے
- تشرحات ضیایہ
- ختم شریف کا ثبوت
- مجموعہ رسائل
- الدرالجمیلہ فی جواز الوسیلہ
- اظہار الحقیقہ
- تاریخ اولیاء
- بیان الھدیٰ فی توضیح الاستفتاء
- عدم سایہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
- مناظرہ وزیرستان
- لطائف کے بارے میں علمی تحقیق
- وجد (سوال و جواب)
- سہ ذی یتیل سلوک
- فرضیت علم باطن
- تصویر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسائل طہارت
- فرضیت علم باطن
- جواب الاستفتاء
- تشہد میں انگلی اٹھانے کا مسئلہ
- سونا یا کھونا
- ولی اللہ کی پرواز
- اثبات علم الغیب
- درۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمن قدس سرہ
- المنہج القدسیہ فی اسباق الطریقہ القادریہ
- جامع الفتاوی فی الھدایۃ لاھل الجباری
- ایس تیل بیعت

مکتبہ محمدیہ سیفیہ

حسین ٹاؤن، راوی ریان شریف 0321-8401546, 0321-6686205